خلائی ایڈونچر سیریز (۱۰) سیارہ اوٹان کا زمین پر حملہ

آسمانی مخلوق کا حملہ

اے۔ حمید



خلائی ایڈونچر سیریز دسواں حصّہ

آسمانی مخلوق کا حملہ

اے حمید

نونہال ادب

ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، کراچی

مجلسِ ادارت

حکیم محمد سعید

مسعود احمد برکاتی

رفیع الزّماں زبیری

ناشر : ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، ہمدرد سنٹر ناظم آباد، کراچی

اشاعت : ۱۹۹۱

تعداد اشاعت : ۲۰۰۰

قیمت : ۱۰ روپے

نونہال ادب کی کتابیں "نہ نفع نہ نقصان" کی بنیاد پر شائع کی جاتی ہیں۔

پیش لفظ

تلاش اور جستجو انسان کی فطرت ہے۔ قرآن حکیم میں بار بار تاکید کی گئی ہے کہ اپنے چاروں طرف نگاہ ڈالو اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی چیزیں پیدا کی ہیں۔ زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے اور سیّارے، پہاڑ اور دریا، چرند اور پرند، پھول اور پھل۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں انسان ہی وہ مخلوق ہے جسے عقل اور سمجھ عطا کی گئی ہے۔ اُسے چیزوں کو دیکھنے، سمجھنے اور پرکھنے کی قوّت اور صلاحیت دی گئی ہے تاکہ وہ کائنات کی بے شمار چیزوں سے، جو اُسی کے لیے پیدا کی گئی ہیں، فائدہ اُٹھائے اور وہ بُلند مقام حاصل کرے جو اس کا مقدّر ہے۔ اللہ کی عطا کی ہوئی صلاحیتوں سے کام لینے کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

علم سائنس ہے۔ بٹن دبا کر گھروں اور شہروں کو روشن کرنے سے لے کر چاند تک پہنچنے کا گُر ہمیں سائنس ہی نے سکھایا ہے۔ ایک چھوٹا سا حقیر بیج کیسا زبردست، تناور درخت بن جاتا ہے، پھولوں میں رنگ کہاں سے آتے ہیں، انسان غذا کیسے ہضم کرتا ہے، اُس کے بدن میں خُون کیسے دوڑتا ہے، بھاری بھرکم جہاز ٹنوں وزن لے کر سمندر میں ڈوبتے کیوں نہیں، دیو پیکر طیّارے ہوا میں کیسے اُڑتے چلے جاتے ہیں۔ چاند، سورج

اور سیّارے خلا میں کیسے گردش کر رہے ہیں۔ یہ سب ہم نے سائنس ہی کے ذریعہ سے جانا ہے۔ انسان سائنس ہی کے ذریعہ سے چاند پر پہنچا ہے، اُس کے بنائے ہوئے راکٹ ہمارے نظامِ شمسی کے آخری کناروں کو چھونے والے ہیں۔

اپنی دُنیا اور اپنی دُنیا سے باہر انسان کی یہ تلاش و جستجو مسلسل جاری ہے۔ سائنس کی ترقّی اُسے دم بہ دم آگے بڑھائے چلی جا رہی ہے۔ کل کی کہانیاں آج کی حقیقتیں بن چکی ہیں۔ سائنس فکشن انسان کی قدرت کے چھُپے ہوئے راز جاننے کی خواہش کا اظہار ہے۔ اُڑن کھٹولا ماضی کی سائنس فکشن تھا۔ آج یہ ہوائی جہاز کی شکل میں حقیقت ہے۔ جولیس ورن کی سمندر کی تہہ میں مسلسل تیرنے والی "ناٹیلس" اب ایک افسانہ نہیں ایٹمی آب روز کی شکل میں ایک زندہ حقیقت ہے۔ کون کہہ سکتا ہے آج کی سائنس فکشن کل کی حقیقت نہ بن جائے۔

جب تک انسان تلاش و جستجو کے عمل میں رہے اور علم حاصل کرتا رہے گا کہانیاں حقیقتیں بنتی رہیں گی۔

حکیم محمد سعید



خطرناک جال

عرب فوجیں گزر گئیں تو گارشا نے عمران سے کہا :

"ہم محمد بن قاسم کے زمانے میں آ گئے ہیں۔"

شیبا بڑے اشتیاق سے بولی :

"کیا ہم اسلام کے اِس بہادُر جرنیل کو دیکھ سکیں گے ہے ؟"

"کیوں نہیں۔" گارشا نے کہا۔ "جب اُس کے زمانے میں آ گئے ہیں تو

اُسے دیکھ بھی لیں گے۔"

"یہ ہماری بہت بڑی خوش قسمتی ہے۔" عمران بولا۔

وہ چھت سے اُتر کر نیچے کچّے مکان کے کمرے میں آ گئے جہاں اِن کا میزبان اِن کے لیے کھانا تیّار کر رہا تھا۔ عمران اور شیبا کو معلوم تھا کہ محمد بن قاسم نے سندھ پر کیوں چڑھائی کی ہے۔ کیوں کہ وہ یہ بات تاریخ کی کتاب میں پڑھ چکے تھے مگر وہ تصدیق کرنا چاہتے تھے۔ یعنی اُس تاریخی بات کی سچّائی معلوم کرنا چاہتے تھے۔ عمران نے اُردُو میں شیبا سے کہا:

"ہم جانتے ہیں کہ اسلامی لشکر محمد بن قاسم کی قیادت میں سندھ میں کیوں داخل ہوا تھا، لیکن اپنے میزبان سے بھی پوچھتے ہیں۔ دیکھیں وہ ہیں کیا بتاتا ہے۔"

گارشا خاموشی سے اِن کو دیکھ رہی تھی۔ عمران نے اپنے میزبان سے پوچھا۔

"بھائی! محمد بن قاسم اتنا لشکر لے کر کیوں آیا ہے؟"

میزبان نے جواب میں کہا:

"سندھ کا راجہ داہر اپنی رعایا کے ساتھ اچھّا سلوک نہیں کرتا۔ وہ سمندری ڈاکوؤں کے ساتھ بھی ملا ہوا ہے جو اُسے لوٹ مار کا آدھا مال لا کر دیتے ہیں۔ اِن سمندری ڈاکوؤں نے لنکا دیش سے آتا ہوا مسلمانوں کا ایک تجارتی جہاز لوٹ لیا اور اُس کے مسلمان مسافروں کو قیدی بنا کر راجہ داہر کے پاس بھیج دیا۔ اُن میں مسلمان عرب عورتیں بھی تھیں۔ ایک عورت نے چیخ کر بصرے کے حاکم حجّاج بن یوسف کو دہائی دی کہ اے حجّاج تُم ہماری مدد کو کیوں نہیں آتے؟ یہ بات جب حجّاج بن یُوسف تک پہنچی تو

اُس نے فوراً راجہ داہر کو پیغام بھجوایا کہ تمہارے ڈاکوؤں نے ہمارے آدمیوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا ہے۔ اُنہیں رہا کرایا جائے۔ اِس کے جواب میں راجہ داہر نے کہلا بھیجا کہ اُن ڈاکوؤں پر میرا بس نہیں چلتا۔ میں مجبور ہوں۔ تب حجّاج بن یوسف نے پیغام بھجوایا کہ جس راجہ کا اپنے مُلک کے ڈاکوؤں پر کوئی اختیار نہیں ہے اُس کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بس اِس کے بعد حجّاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کی قیادت میں عرب فوجوں کا ایک لشکر بھیجا۔ جس نے راجہ داہر کو شکست دے کر مسلمان عورتوں، بچّوں اور مسافروں کو قید سے رہائی دلائی۔ اب مسلمان فوجیں سندھ کے باقی علاقے کو فتح کرنے کے لیے آگے بڑھ رہی ہیں۔"

عمران اور شیبا نے جو کُچھ تاریخ کی کتابوں میں پڑھا تھا اُس کی تصدیق ہو گئی تھی یعنی اُن کی سچّائی کا ثبوت مل گیا تھا۔ اُس کی سچّائی کی گواہی مل گئی تھی۔

شیبا نے پوچھا :

"محمد بن قاسم نے یہاں کی ہندو رعایا کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا ہے ؟"

"مسلمانوں نے کسی بچّے، کسی بُوڑھے، کسی عورت پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔ کھیتوں کو آگ نہیں لگائی۔ مکان برباد نہیں کیے۔ بلکہ جنگ میں پکڑے ہوئے قیدی سپاہیوں کو بھی فتح کے بعد رہا کر دیا گیا۔ ہندوؤں کی عبادت گاہوں کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ اُنہیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی پوری آزادی ہے۔ مسلمانوں کے اِس سلوک کو دیکھ کر کتنے ہی ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں بھی ہندو تھا، مگر اب مسلمان ہو چکا ہوں اور میں نے اپنا نام عبداللہ رکھ لیا ہے۔"

گارشا نے کہا۔ "ہم محمد بن قاسم کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے ؟"

عبداللہ نے کہا :

"یہ کون سی مُشکل بات ہے ۔ محمد بن قاسم اس وقت ملتان کی طرف گیا ہوا ہے ۔ آپ لوگ دیبل پہنچ جائیں ۔ جب وہ واپس آئے گا تو آپ بڑی آسانی سے اُس سے ملاقات کر سکتے ہیں ۔ مسلمان ہر کسی سے بڑے اخلاق اور کسی اونچ نیچ کے بغیر ملتے ہیں ۔"

گارشا، عمران اور شیبا نے رات اپنے نَو مسلم میزبان عبداللہ کے ہاں بسر کی اور دوسرے دِن ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر دیبل کی طرف روانہ ہو گئے ۔ دیبل پہنچ کر اُنھوں نے سرائے میں قیام کیا ۔ وہاں سے اُنھیں پتا چلا کہ محمد بن قاسم اپنی فوج کے ساتھ تین دِن بعد دیبل واپس پہنچنے والا ہے ۔ وہ بڑے خوش ہوئے کہ تین دِن بعد وہ اسلام کے اِس نام ور جرنیل سے مل سکیں گے ۔

اُنھوں نے دیکھا کہ دیبل شہر کی ہندو رعایا بڑے اطمینان و سکون کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ وہ اپنے مذہب کے مطابق آزادی سے عبادت کرتے۔ مسلمان جب فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوئے تو اُنھوں نے کسی نہتے شہری پر ہاتھ نہیں اُٹھایا تھا۔ کوئی لوٹ مار نہیں کی تھی۔ محمد بن قاسم نے لوگوں کو اِکٹھّا کر کے اُن کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ اسلام ہمیں رواداری اور صبر و تحمّل کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلمان فوج جان و مال کی حفاظت کرے گی۔ تمھیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی پوری آزادی ہوگی۔ اِس کے عوض ہم بھی تُم سے چاہیں گے کہ تُم امن و امان کو قائم رکھو، کیوں کہ اسلام دُنیا میں سلامتی قائم کرنے کے لیے آیا ہے۔ اسلام کا پیغام ہی امن و سلامتی کا پیغام ہے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ مسلمان فوجی اُن کے گھروں کو لوٹ کر آگ لگا سکیں گے، مگر دیں اُنھوں

نے دیکھا کہ مسلمان نے اُن کے مکانوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اُن کی عبادت گاہوں کو بھی آگ نہیں لگائی اور اُن کی عورتوں کو عزّت واحترام دیا تو وہ دنگ ہو کر رہ گئے۔ مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق سے ۔ متاثر ہو کر سینکڑوں ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا۔

گارشا پر مسلمانوں کے اِس حُسنِ اِخلاق کا بڑا اثر ہوا۔ وہ پہلے ہی اسلام سے بڑی متاثر تھی۔ اپنے سیّارے اوٹان کے سیّارے میں آنے کے بعد اُس نے قرآن کا مطالعہ کیا تو اُس کی روح ایک عجیب نورانی جذبے سے سرشار ہو گئی تھی اور اب وہ دِل سے مُسلمان ہو چُکی تھی۔ مگر ابھی اُس نے اِس کا عمران، شیبا سے ذکر نہیں کیا تھا۔

یہ لوگ یعنی گارشا، عمران اور شیبا دیبل کی جس سرائے میں رہ رہے تھے وہ بندرگاہ کے قریب ہی تھی۔ وہاں مِصر کے مُلک سے ایک جہاز آکر بندر

گاہ پر لگا تو اُس کے کُچھ مسافر سرائے میں آکر ٹھہرے۔ رات کے وقت آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھے مِصر کے مسافروں نے بتایا کہ اُنھوں نے کفرو فرعون کے پاس آسمان سے کوئی گول گول چمکتی ہوئی شے اُترتی دیکھی ہے جو اہرام کے پیچھے جا کر غائب ہو گئی۔

وہاں ایک طرف گارشا، شیبا اور عمران بھی بیٹھے تھے۔ گارشا نے یہ سُنا تو اُس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اُس نے مِصر کے اِس مسافر سے پوچھا :

"کیا تُم نے آسمان سے اُترتی ہوئی شے خود دیکھی ہے؟"

مسافر بولا۔ "میں نے اکیلے نے تھوڑے دیکھی ہے۔ یہاں، جو ساتھی ہیں اُنھوں نے بھی دیکھی تھی۔ ہم رات کو سفر کر رہے تھے کہ آسمان پر روشنی ہوئی۔ پھر ایک گول بہت بڑی تھالی جیسی چمکتی ہوئی ایک شے نیچے آئی اور کفرو کے اہرام کے اندر غائب ہو گئی۔

گارشانے پوچھا :

"اور کیا اُس کی روشنیاں ایک ساتھ جل رہی تھیں ؟"

مسافر نے کہا :

"نہیں ۔ صرف ایک پیلے رنگ کی روشنی برابر جل رہی تھی ۔ دو نیلی اور سُرخ روشنیاں بار بار جل بُجھ رہی تھیں ۔"

دوسرے مسافروں نے بھی تائید کی اور کہاں کہ ہم نے اُس پُرِاسرار شے کو اپنی آنکھوں سے اہرام میں غائب ہوتے دیکھا ہے ۔ یہ چمکیلی تھالی آسمان سے اُتری تھی ۔ گارشا نے اُردُو زبان میں عمران سے کہا :

"عمران ! معلوم ہوتا ہے ہمارے واپس اپنے زمانے میں جانے کا قُدرت نے اِنتظام کر دیا ہے ۔ یہ کسی خلائی سیّارے کی اُڑن تشتری ہے جو وہاں

اُترتی ہے۔"

شیبا نے پوچھا۔ "ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"ہمیں فوراً مِصر پہنچ کر کفرو کے اہرام میں تفتیش کر کے اس اُڑن تشتری کا سُراغ لگانا ہوگا۔" گارشا نے جواب دیا۔

عمران بولا۔ "لیکن یہ اُڑن تشتری ہمارے دُشمن سیّارے اوٹان کی بھی ہو سکتی ہے۔"

گارشا نے مُسکرا کر کہا:

"عمران! تُم بھول گئے ہو کہ ہم اپنے زمانے سے کئی سو سال پیچھے کے زمانے میں آ چُکے ہیں اور پھر سیّارہ اوٹان سے زمین کا رشتہ اور رابطہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے توڑ دیا گیا ہے۔ یہ کسی دوسرے سیّارے کی اُڑن تشتری

ہے اور اُن کی مدد سے ہم اگلے زمانے میں جاسکتے ہیں۔ ہمیں فوراً یہاں سے مِصر کی طرف کُوچ کرجانا ہوگا۔"

عمران نے کہا۔ "لیکن ابھی تو ہمیں محمد بن قاسم سے ملنا ہے۔"

گارشا بولی: "اُن سے تو ہم مِصر سے واپس آ کر بھی مل سکتے ہیں۔ اُڑن تشتری والی خلائی مخلوق نے یقیناً کفرو کے اہرام میں اپنی لیبارٹری قائم رکھی ہے جہاں وہ کوئی تحقیقی کام کررہے ہیں۔ اگر وہ چلے گئے تو شاید پھر ہم ساری زندگی واپس اپنے زمانے اور اپنے وطن پاکستان نہ جا سکیں گے۔"

شیبا بھی قائل ہوگئی۔ عمران کو بھی راضی ہونا پڑا۔ اُنھوں نے معلوم کیا تو پتا چلا کہ ایک بحری جہاز رات کے وقت دیبل سے بصرے کی طرف روانہ ہورہا ہے۔ گارشا، عمران اور شیبا اُس جہاز میں سوار ہو کر بصرے کی طرف

روانہ ہو گئے۔ بصرہ پہنچ کر وہ ایک قافلے میں شامل ہو گئے اور کئی دِن تک صحرا میں سفر کرنے کے بعد اسکندریہ پہنچ گئے۔ کفرو کا اہرام اسکندریہ سے ستّر میل دُور صحرا میں اندر کی جانب واقع تھا۔ رات اُنہوں نے اسکندریہ کی سرائے میں گزاری اور مُنہ اندھیرے تین اونٹوں پر سوار ہو کر کفرو فرعون کے اہرام کی طرف چل پڑے۔

جس وقت اُنہیں دُور سے کفرو فرعون کا اہرام نظر آیا اُس وقت سورج صحرائے مِصر میں اہرام کے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔ یہی وہ اہرام تھا جس کے بارے میں اُنہیں بتایا گیا تھا کہ وہاں کُچھ دِن پہلے آسمان سے کوئی پُر اسرار چمکیلی گول شے اُتر کر غائب ہو گئی تھی۔ جس کے متعلّق گارشا کو یقین تھا کہ وہ کوئی خلائی اُڑن تشتری ہی ہو سکتی ہے۔

عمران نے اہرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

”گارشا! یہ اہرام تو بہت بڑا ہے اور اِس پر پتھّروں کی سیڑھیاں بھی بنی ہوئی ہیں، جب کہ دوسرے اہراموں کی ڈھلوانیں بالکل صاف ہوتی ہیں۔“

گارشا بولی۔ ”اِس بارے مَیں کُچھ کہہ نہیں سکتی کہ ایسا کیوں ہے۔ کیوں کہ میرا تعلّق خلائی سیّارے سے ہے۔ اِس زمین کی تاریخ سے ناواقف ہوں۔“

شیبا نے کہا:

”تمہیں یہ تو معلوم ہے ناں کہ یہ اہرام مِصر کے قدیم بادشاہوں کے مقبرے میں جہاں اُن کی ممّیاں یعنی حنوط کی ہوئی لاشیں دفن ہیں۔“

”ہاں، یہ میں جانتی ہوں۔ میں نے زمین کی کُچھ تاریخ پڑھی ہے۔“ گارشا نے کہا۔

اہرام کی دیوار کے سائے میں پہنچ کر وہ اونٹوں سے نیچے اُتر پڑے۔ اہرام کافی بڑا تھا۔ گارشا نے عمران شیبا کو ساتھ لیا اور اہرام کے گرد چکّر لگانے لگی۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہاں کی فضا میں ایٹمی تابکاری کی شُعاعیں موجود ہیں یا نہیں۔ مگر ابھی تک گارشا نے اِس قسم کی شُعاعیں محسوس نہیں کی تھیں۔ وہ اہرام کی پچھلی دیوار کے پاس پہنچ کر رُک گئی۔

عمران اور شیبا بھی رُک گئے۔ وہ گارشا کی طرف دیکھنے لگے۔ گارشا کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اُس کو شُبہ ہو گیا ہو۔ شیبا نے گارشا پوچھا:

"کیا بات ہے گارشا؟ تُم کیا سوچ رہی ہو؟"

گارشا نے کہا۔ "اِس دیوار کے پیچھے خلائی تابکاری کی شُعاعیں نکل رہی ہیں۔"

عمران بولا۔ ”اِس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ٹھیک ہی کہہ رہے تھے۔ یہاں ضرور خلائی مخلوق اُتری ہوتی ہے۔“

”مگر اُن کا کوئی خلائی جہاز تو یہاں نظر نہیں آتا۔“

شیبا نے دائیں بائیں نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ گارشا اہرام کی دیوار کے پتھرّ کو ہاتھوں سے ٹٹول رہی تھی۔ یہ اہرام ایسا تھا کہ اُسے اب تک نہیں کھولا گیا تھا۔ اب عمران اور شیبا بھی دیوار کے قریب آ گئے۔ عمران بولا:

”میں اہرام کی دوسری طرف جا کر دیکھتا ہوں۔“

گارشا اور شیبا کی توجّہ اہرام کے بڑے پتھرّ کی طرف تھی۔ اُنہوں نے عمران کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ عمران اہرام کی تیسری دیوار کی طرف چلا آیا۔ یہاں بھی پتھرّوں کی بڑی بڑی سِلیں اُوپر طرف چلی گئی تھیں۔

عمران حیران ہو رہا تھا کہ وہ کون لوگ تھے جو دُور پہاڑوں کے اتنے بڑے بڑے پتھرّ اُٹھا کر لائے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ دیوار کو بھی ہاتھ سے ٹٹول رہا تھا کہ شاید کہیں سے اندر جانے کا کوئی راستہ مل جائے۔ ایک جگہ دیوار میں سے پتھرّ کی ایک سِل ذرا سی باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ عمران اُس کے نیچے سے ہو کر دوسری طرف نکلا تو اُسے زمین دیوار کے بالکل ساتھ ایک شگاف نما راستہ اہرام کے اندر جاتا نظر آیا۔ عمران یہ دیکھنے کے لیے کہ اندر کوئی تہہ خانہ ہے یا کیا ہے نیچے اُتر گیا۔ جُوں ہی وہ نیچے اُترا ہلکی سی کھٹاک کی سی آواز ہوئی۔

عمران نے پلٹ کر دیکھا۔ شگاف کو ایک پتھرّ کی سِل نے بند کر دیا تھا۔ عمران نے پتھرّ کی سِل کو ہٹانے کی کوشش کی، مگر وہ چٹّان کی طرح سخت ہو چکی تھی۔ عمران نے اندر سے شیبا اور گارشا کو آواز دی مگر اُس کی

آواز اہرام سے باہر نہ گئی۔ شیبا اور گارشا اہرام کی دیوار کے پتھرّوں کو دیکھتی تیسری دیوار کے پاس آگئیں۔ شیبا نے اِدھر اُدھر دیکھا اور کہا :

"عمران کہاں چلا گیا؟"

"اِدھر ہی آیا تھا۔ دوسری طرف ہو گا۔" گارشا نے جواب دیا اور اہرام کے اندر سے آنے والی تاب کاری کی شُعاعوں کو محسوس کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر اب یہ شُعاعیں بہت کم زور پڑ گئی تھیں۔ شیبا نے اہرام کا چکّر لگایا اور واپس آ کر بولی :

"عمران تو کہیں نہیں ہے۔"

گارشا نے چہرہ اُٹھا کر شیبا کی طرف دیکھا۔

"ابھی تو نہیں تھا۔ کہاں چلا گیا؟"

شیبا نے عمران کو آوازیں دیں۔ گارشا نے کہا:

"یہاں تو چھُپنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اہرام کے اِرد گرد صحرا ہی صحرا ہے۔ وہ کہاں جا سکتا ہے۔"

"اللہ خیر کرے۔" شیبا نے کہا۔ وہ عمران کے طرح غائب ہو جانے سے سخت پریشان تھی۔

اب دونوں نے عمران کی تلاش شروع کر دی۔ مگر عمران کو تو جیسے زمین کھا گئی تھی۔ جب وہ اُنہیں کہیں نہ ملا تو پریشان ہوئیں۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ دیکھتے دیکھتے عمران کہاں غائب ہو گیا؟ وہ کہاں غائب ہو سکتا ہے؟ یہی سوال دونوں لڑکیوں کے دماغ میں گونج رہے تھے اور کسی کے پاس اِن سوالوں کا جواب نہیں تھا۔ دونوں تھک ہار کر اہرام کے پاس ریت پر بیٹھ گئیں۔ اُن کے اونٹ بھی قریب ہی بیٹھے تھے۔ سورج

غروب ہو گیا تھا، مگر صحرا میں ابھی شام کی سُرخی باقی تھی۔ کیوں کہ صحرا میں شہروں کی نسبت شام کی روشنی دیر تک رہتی ہے۔ کیوں کہ صحرا میں سورج کی سُرخ روشنی کو روکنے والی اُونچی اُونچی عمارتیں نہیں ہوتیں۔ اِسی طرح ساحلِ سمندر کے شہروں میں بھی شام کی روشنی دیر تک قائم رہتی ہے۔ سورج سمندر میں غروب ہوتے ہوئے آخر وقت تک نظر آتا رہتا ہے۔

عمران کے اچانک غائب ہو جانے سے گارشا اور شیبا بہت پریشان تھیں۔ بات بھی پریشانی کی تھی۔ شیبا کہنے لگی :

"گارشا! اِس اہرام میں کوئی بدروح کا ٹھکانا ضرور ہے اور اُسی نے عمران کو غائب کیا ہے۔"

گارشا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا :

"میں خلائی مخلوق ہوں۔ میں کسی بدروح وغیرہ کو نہیں مانتی۔"

"تو پھر عمران کو زمین نِگل گئی کیا؟" شیبا نے جھنجلاہٹ سے پوچھا۔

گارشا پہلے چُپ رہی۔ پھر آہستہ سے کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے یہ اُس خلائی مخلوق کی کارستانی ہو جو یہاں اُتری ہوئی ہے۔"

"مگر مُجھے تو خلائی مخلوق کہیں نظر نہیں آ رہی؟"

شیبا نے رنج اور غُصّے کے ملے جُلے لہجے میں پوچھا۔ گارشا پر عمران کے ایک دم گُم ہو جانے کا کوئی زیادہ اثر نہیں ہوا تھا کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ ایک تو وہ تاریخ کے گُزرے ہوئے دور میں آئے ہوئے ہیں جہاں کسی بھی وقت، کُچھ بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے وہ جانتی تھی کہ اہرام کے اندر سے کسی خلائی مخلوق کی موجودگی یا اُن کی لیبارٹری کے موجود ہونے کی وجہ وہ

تاب کاری ہے جس کی شُعاعیں اُسے اِس وقت بھی ہلکی ہلکی محسوس ہو رہی تھیں۔ اور خلائی مخلوق اللہ جانے کائنات کے کسی نظامِ شمسی کے کون سے سیّارے سے آئی ہوئی تھی یا آ کر چلی گئی تھی اور اُس کی شُعاعوں میں کس قدر اور کس قسم کی طاقت تھی۔ وہ کہنے لگی :

"شیبا! یہ کراچی یا لاہور نہیں ہے۔ ہم اپنے زمانے سے کئی سو سال پیچھے آئے ہوئے ہیں۔ ہمارے ساتھ کُچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اِس لیے ہمیں ہر قسم کے واقعات کے لیے تیّار رہنا چاہیے۔ اگر عمران غائب ہو گیا ہے تو وہ واپس بھی آ سکتا ہے۔"

شیبا خاموش ہو گئی۔ گارشا اُٹھ کر ایک بار پھر اہرام کے پاس گئی۔ اب رات کا اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ آسمان پر تارے بھی چمکنے لگے تھے۔ اہرام کے پتھرّوں کی سِلیں سیاہ نظر آنے لگی تھیں۔ گارشا نے اپنا

ہاتھ پتھرّ کی سِل کے ساتھ لگا دیا۔ خلائی تاب کاری کی شُعاعیں بے حد کم زور پڑ گئی تھیں۔ گارشا سوچنے لگی کہ اِس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ مُمکن ہے خلائی مخلوق نے کسی خُفیہ راستے سے اہرام کے اندر داخل ہو کر اپنی لیبارٹری بنا رکھی ہو اور وہاں اُن کے سائنسی آلات پڑے ہوں۔ اُسے یقین تھا کہ اہرام کے اندر کوئی خلائی مخلوق نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو اُن کے جِسموں سے نکلنے والی ایٹمی تابکاری کی شُعاعیں بڑی تیزی اور پوری شدّت سے باہر نکل رہی ہوتیں مگر ایسا نہیں تھا۔

گارشا نے سوچا کہ دِن کے وقت وہ اہرام کا وہ خُفیہ راستہ تلاش کرے گی جو خلائی مخلوق کی لیبارٹری کو جاتا ہے۔ عمران کے بارے میں اُس کا خیال یہی تھا کہ وہ خلائی شُعاعوں کی زد میں آ کر الیکٹرون میں تبدیل ہو گیا ہے اور کسی بھی وقت اُس کے الیکٹرون اور پروٹون دوبارہ انسانی جسم کی شکل میں

واپس آ سکتے ہیں۔ اِس لیے وہ عمران کی طرف سے مطمئن تھی۔ واپس آ کر اس نے شیبا سے کہا:

"شیبا! ہمیں رات اِسی جگہ گزارنی ہوگی۔ میں دِن کی روشنی میں اہرام کے اُوپر جا کر معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ کہیں اُوپر سے کوئی خُفیہ راستہ اہرام کے اندر تو نہیں جاتا۔"

شیبا نے بے دلی سے کہا:

"ٹھیک ہے۔ ہم اور کہیں جا بھی نہیں سکتے اِسی جگہ پڑے رہتے ہیں۔"

اُنھوں نے اونٹوں پر سے کمبل اُتار لیے۔ ایک ایک کمبل زمین پر بچھایا اور ایک ایک کمبل اُوپر لے لیا۔ کیوں کہ صحرا میں اگر دِن کو سخت گرمی پڑتی ہے تو رات کو سخت ٹھنڈ ہو جاتی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ریت کے

ذرّے سورج کے غروب ہونے کے بعد بڑی جلدی ٹھنڈے بعد ہو جاتے ہیں۔

شیبا اپنے بھائی عمران کے گُم ہو جانے سے بڑی اُداس تھی۔ اِس لیے اُس نے گارشا سے زیادہ بات نہ کی اور مُنہ دوسری طرف کر کے آنکھیں بند کر لیں اور سونے کی کوشش کرنے لگی کہ شاید نیند آ جانے سے اُس کے پریشان ذہن کو کوئی سکون ملے۔ گارشا نے سو جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چناں چہ فیصلہ کرنے کے بعد اُسے فوراً ہی نیند آ گئی۔ شیبا ابھی تک جاگ رہی تھی۔ مگر صحرا کی خاموشی اور کمبل کی ہلکی ہلکی گرمی نے اُسے بھی نیند کی آغوش میں ڈال دیا اور وہ بھی سو گئی۔ گارشا اور شیبا دونوں سو گئی تھیں۔ اونٹ اُن کے قریب ہی بیٹھے جگالی کر رہے تھے۔

شیبا خواب میں بھی عمران کو تلاش کر رہی تھی کہ اچانک کسی نے اُس کے

کندھے کو ہلایا۔ شیبا کی آنکھ کُھل گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ عمران اُس کے قریب بیٹھا ہے۔ وہ بے اختیار اُسے پکارنے ہی لگی تھی کہ عمران نے اُس کے مُنہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کان میں آہستہ سے کہا :

"شیبا بہن ! خاموش رہو۔ گارشا نہ جاگ پڑے میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں ایک عجیب و غریب چیز دکھاتا ہوں۔"

شیبا جلدی سے اُٹھی اور عمران کے ساتھ چلنے لگی۔ عمران اُسے اہرام کی تیسری دیوار کی طرف لے آیا۔ شیبا نے پوچھا :

"عمران بھائی ! تُم کہاں چلے گئے تھے۔ میں تو سخت پریشان تھی۔ خواب میں بھی تمہیں تلاش کر رہی تھی۔"

عمران نے کہا۔ "یہ ایک راز ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں یہ راز تُم پر بھی

کھولنا چاہتا ہوں۔"

اہرام کی دیوار میں ایک جگہ شگاف پڑا ہوا تھا۔ عمران اُس میں داخل ہو گیا اور بولا:

"اندر آ جاؤ شیبا۔"

شیبا کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ کیوں کہ اُس کا بھائی عمران اُس کے ساتھ تھا۔ وہ بے دھڑک شگاف میں اُتر گئی۔ وہاں اندھیرا تھا۔ عمران آگے آگے تھا اور کہہ رہا تھا:

"بس چھے سات سیڑھیاں ہی ہیں۔"

"مگر یہاں کیا ہے عمران؟" شیبا نے پوچھا۔

"شی! چُپ رہو۔ ابھی تُم ایک عجیب و غریب چیز دیکھو گی۔ میں وہ چیز

تمہیں دِکھانے کے لیے یہاں لایا ہوں۔"

سیڑھیاں اُترنے کے بعد ایک تنگ راہ داری تھی جس کے کونے میں ایک مشعل جل رہی تھی۔ اُس کی روشنی میں عمران شیبا کو لیے ایک محرابی دروازے میں داخل ہو گیا۔ شیبا نے اندر جانے کے بعد دیکھا کہ سامنے ایک چبوترہ بنا ہوا ہے جس پر ایک تابوت رکھا ہے۔

"کیا یہ فرعون کا تابوت ہے عمران؟"

شیبا نے پوچھا۔ عمران اتنی دیر میں چبوترے پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے تابوت کا ڈھکن اُٹھا دیا اور اشارے سے شیبا کو قریب بلاتے ہوئے کہا:

"دیکھو! اس کے اندر کیا ہے۔"

شیبا کُچھ ڈری ڈری سی تابوت کے پاس گئی۔ تابوت کے سرہانے ایک

چراغ روشن تھا۔ اُس کی روشنی تابوت پر پڑ رہی تھی۔ جوں ہی شیبا نے تابوت میں جھانک کر دیکھا اس کا جسم دہشت کے مارے سُن ہو کر رہ گیا۔

تابوت میں عمران بالکل سیدھا لیٹا ہوا تھا اور اُس کے جسم پر ممّی کی طرح پٹّیاں بندھی ہوئی تھیں۔ شیبا نے پلٹ کر اپنے قریب کھڑے عمران کی طرف دیکھا تو اُس کی چیخ نکل گئی کیوں کہ جو عمران اس کے قریب کھڑا تھا اس کی شکل اب ایک مُردہ عورت میں تبدیل ہو گئی تھی جس کے سیاہ بال کھُلے تھے اور زرد ڈراؤنا چہرہ پتھرّ کے بُت کی طرح ٹکٹکی باندھے شیبا کو تک رہا تھا۔ شیبا بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

خلائی قاتل

مُردہ عورت نے بے ہوش شیبا کو اُٹھا لیا۔

وہ اُسے لے کر دالان میں سے گزرتی سامنے والی کوٹھڑی میں داخل ہو گئی۔ اِس کوٹھڑی میں بھی ایک تابوت چبوترے پر رکھا ہوا تھا۔ یہ تابوت خالی تھا۔ مُردہ عورت نے شیبا کو اِس میں لِٹا دیا۔ اس کے بعد مُردہ عورت سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اُس نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے۔ اُس کے حلق

سے ایک بھیانک چیخ نکلی جس کے ساتھ ہی مُردہ عورت غائب ہو گئی۔ اہرام کے اِس حصّے میں موت جیسی خاموشی چھا گئی۔ ایک کوٹھڑی کے تابوت میں بے ہوش عمران اور دوسری کوٹھڑی کے تابوت میں بے ہوش شیبا پڑی تھی۔ اچانک اِن دونوں کے تابوت ہلنے لگے جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ ایک دم سے دونوں تابوت روشن ہو گئے اور اِس روشنی میں شیبا اور عمران غائب ہو چکے تھے۔

گارشا کی آنکھ اُس وقت کھُلی جب دِن کافی نکل آیا تھا۔ دھوپ گارشا کے جسم پر پڑ رہی تھی۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اُس کی نظر ساتھ والے کمبل پر پڑی۔ شیبا اپنے بستر پر موجود نہیں تھی۔ گارشا نے سوچا کہ یہیں کہیں مُنہ ہاتھ دھونے گئی ہو گی۔ ابھی آ جائے گی۔ مگر جب کافی دیر گُزرنے پر بھی شیبا واپس نہ آئی تو گارشا کو فکر ہوئی۔ وہ اُٹھی اور اِدھر اُدھر شیبا کو تلاش کرنے

لگی، مگر شیبا کو بھی جیسے عمران کی طرح زمین کھا گئی تھی۔ وہ اُسے کہیں نظر نہ آئی۔ گارشا سمجھ گئی کہ شیبا کے ساتھ بھی کوئی خلائی حادثہ ہوگیا ہے۔ اب وہ چاہتی تھی کہ اِس اہرام سے کُچھ دُور چھُپ کر اِس کی نگرانی کرے اور دیکھے کہ اندر سے کوئی خلائی مخلوق کب آتی ہے۔ اگر اندر کوئی نہیں ہے تو آسمان سے خلائی مخلوق کب اُترتی ہے۔ کُچھ فاصلے پر ایک چھوٹا سا ریت کا ٹیلہ تھا۔ گارشا نے ریت میں وہاں ایک گڑھا کھودا اور اُس میں چھُپ کر اُس پُراِسرار اہرام پر نظریں جما دیں۔

ہم گارشا کو اِسی جگہ چھوڑتے ہیں اور واپس تانیا اور انسپکٹر شہباز کی طرف اپنے ماڈرن زمانے کے کراچی شہر میں آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ شوگن اور اُس کا خلائی ساتھی مارگن کیا کر رہے ہیں۔ ہم نے انسپکٹر شہباز کو اُس وقت چھوڑا تھا جب وہ رات کے وقت تانیا کو اپنے ساتھ لے جانے کے

لیے سمندر کے کنارے والے لائٹ ہاؤس کی طرف جا رہا تھا۔ تانیا کو انسپکٹر شہباز نے لائٹ ہاؤس کے نیچے ایک پوشیدہ تہہ خانے میں چھوڑ دیا تھا کیوں کہ خلائی قاتل شوگن اُس کو ہلاک کرنے کے واسطے اُس کی تلاش میں تھا۔ یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ شوگن غیبی حالت میں تھا۔ یعنی وہ سب کو دیکھ سکتا تھا، مگر اُسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ڈاکٹر سُلطانہ کو وہ قتل کر چکا تھا۔ گارشا اُس کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ عمران بھی کہیں روپوش ہو چکا تھا۔ شوگن اب سب سے پہلے تانیا کا کام تمام کرنا چاہتا تھا۔ اِس کے بعد اُس کا اور اُس کے خلائی ساتھی مارگن کا پروگرام شہر کو تباہ کرنے اور اُس کے سارے باشندوں کو ہلاک کرنے کا تھا۔ شوگن کو یہ اطمینان تھا کہ اُسے تانیا نہیں دیکھ سکتی اور وہ اُسے آسانی سے موت کی نیند سُلا سکتا ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اب اُس شہر میں صرف تانیا ہی ایک ایسی لڑکی ہے جو

اُسے غیبی حالت میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ انسپکٹر شہباز جانتا تھا کہ رات کے اندھیرے میں وہ تانیا کو ساتھ لے کر خلائی قاتل شوگن کے قبرستان میں اُس کے خُفیہ ٹھکانے کو بارود سے اُڑا دے تاکہ اِس دھماکے میں شوگن کے بھی پرخچے اُڑ جائیں، مگر سب سے پہلے اُسے یقین ہو جانا چاہیے تھا کہ خلائی قاتل شوگن یا مارگن اُسی خُفیہ ٹھکانے میں موجود ہے اور یہ بات اُسے تانیا ہی بتا سکتی تھی کیوں کہ وہ اُسے غیبی حالت میں دیکھ سکتی تھی۔

حکومت اُس آنے والے خلائی خطرے سے باخبر تھی۔ اِس معاملے کو حکومت کی طرف سے گہرے راز کے طور پر رکھا گیا تھا۔ سوائے انسپکٹر شہباز اور آئی جی پولیس اور مسلح افواج کے سربراہوں کے اور کسی کو نہیں بتایا گیا تھا۔ حکومت زبردست رازداری سے کام لے رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ آئی جی پولیس اور خُفیہ محکمے کے افسر انسپکٹر شہباز کو ہدایت کر دی گئی

تھی کہ جتنی جلدی ہوسکے قوم کو آنے والی تباہی بچایا جائے۔

انسپکٹر شہباز اسی قومی جذبے کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ تانیا نے بھی سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی اور وہ ہر قیمت پر خلائی مخلوق کو ہلاک کر کے مُلک و قوم اور کرۂ ارض کو خوف ناک بربادی سے ہمیشہ کے لیے بچا لینا چاہتی تھی۔

انسپکٹر شہباز نے گاڑی سمندر کے کنارے اندھیرے میں لائٹ ہاؤس کے نیچے ایک طرف کھڑی کر دی اور لائٹ ہاؤس کے دروازے کی طرف بڑھا۔ لائٹ ہاؤس کے چیف نے انسپکٹر شہباز کو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ جب چاہے وہاں آ سکتا ہے۔ خُفیہ تہہ خانے کی ایک چابی انسپکٹر کو دے دی گئی تھی۔ انسپکٹر نے نیچے اُتر کر تہہ خانے کا دروازہ کھول دیا۔ تہہ خانہ اگرچہ چھوٹا سا تھا، مگر صاف ستھرا تھا اور ضرورت کی ہر شے وہاں موجود تھی۔ تانیا چھوٹے سے پلنگ پر لیٹی کُچھ پڑھ رہی تھی۔

ٹیلی فون اس کے سرہانے ایک میز پر لیمپ کے پاس رکھا تھا۔ اس نے انسپکٹر شہباز کو دیکھا تو بولی : ”کیا ہمیں چلنا ہو گا انسپکٹر؟“

”ہاں تانیا بہن! میں اِسی لیے تمہارے پاس آیا ہوں؟“ انسپکٹر نے کہا۔

تانیا بولی :

”تُم گاڑی میں میرا انتظار کرو۔ میں کپڑے بدل کر آتی ہوں۔“

انسپکٹر باہر گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ لائٹ ہاؤس کی اُوپر والی گول منزل سے روشنی نکل کر سمندر میں گھوم کر پڑ رہی تھی۔ چند لمحوں کے بعد تانیا آ گئی۔ وہ کار میں بیٹھ گئی اور کار ساحلِ سمندر سے پُرانے قبرستان کی طرف روانہ ہو گئی۔ تانیا نے انسپکٹر سے پوچھا :

”انسپکٹر! کیا تمہیں یقین ہے کہ شوگن اِس وقت قبرستان میں ہو گا؟“

انسپکٹر نے کہا۔ "یقین تو نہیں لیکن اِس بات کی اُمّید کی جا سکتی ہے، کیوں کہ خلائی مخلوق اُسی جگہ چھُپتی رہی ہے۔"

"مگر ہم نے تو تہہ خانے کو تباہ کر دیا تھا۔" تانیا نے کہا۔

انسپکٹر بولا۔ "مُمکن ہے اُس خلائی مخلوق نے تہہ خانے کے اندر کوئی دوسرا تہہ خانہ بنا رکھا ہو۔ ہمیں اُس کا سُراغ لگا کر وہاں بم لگانا ہو گا۔"

تانیا کہنے لگی۔ "لیکن انسپکٹر یہ خلائی مخلوق دھماکے سے شاید نہ مرے۔ گارشا نے ایک بار مُجھے بتایا تھا کہ خلائی مخلوق صرف اُسی صورت میں مَر سکتی ہے کہ اُسے کسی لوہے کے سلنڈر یا پائپ میں بند کر دیا جائے اور اُنہیں کم از کم تین گھنٹوں کے لیے آکسیجن بالکل نہ ملے۔"

انسپکٹر نے کہا۔ "شوگن نظر نہیں آتا۔ ٹھیک ہے تُم اُسے دیکھ سکتی ہو،

لیکن وہ بھی تو تمہیں دیکھ لے گا اور تُم پر حملہ کر دے گا۔ ایسی صورت حال میں اُس خلائی قاتل کو پکڑ کر لوہے کے پائپ یا سلنڈر میں بند کرنا تو بہت مُشکل کام لگتا ہے۔"

تانیا نے کہا۔ "انسپکٹر! ہمیں نااُمّید نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں ہر حالت میں شوگن اور مارگن اور اگر اُن کا کوئی تیسرا ساتھی ہے تو اُسے بھی ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سُلانا ہے۔ یہ کام ہمیں اپنی جان پر کھیل کر بھی کرنا ہے۔ بہرحال میرے ذہن میں ایک اسکیم ہے جو میں بعد میں بتا دوں گی۔ پہلے میں یہ پتا کرنا چاہتی ہوں کہ کیا شوگن قبرستان میں ہی کسی جگہ رات کو چھپتا ہے۔"

اِسی طرح باتیں کرتے وہ پُرانے قبرستان کی دیوار کے قریب پہنچ گئے۔ قبرستان میں موت کی خاموشی اور گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تانیا کی آنکھوں

میں خاص خلائی فارمولے سے تیّار کی گئی دوائی پڑی تھی جس کے اثر کی وجہ سے وہ اندھیرے میں بھی اچھّی طرح سے دیکھ سکتی تھی۔ اُس نے انسپکٹر سے کہا :

"انسپکٹر، تُم گاڑی میں ہی بیٹھو۔ میں قبرستان میں جا کر شوگن کا سُراغ لگاتی ہوں۔"

تانیا ویران قبرستان کی ڈیوڑھی میں سے نکل کر قبروں کے پاس آ کر جھاڑیوں میں چھُپ گئی۔ انسپکٹر شہباز کو خیال آیا کہ یہاں اُسے دیکھا جا سکتا ہے۔ چناں چہ وہ گاڑی کو قبرستان سے دُور سڑک پر لے گیا۔ گاڑی کھڑی کر دی اور خود قبرستان کی ڈیوڑھی میں آ کر بیٹھ گیا یہاں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔



تانیا دبے پاؤں چلتی اُس جگہ آ گئی جہاں سے سامنے وہ ٹیلہ تھا جس کو بارُود سے اُڑا دیا گیا تھا اور اب مٹّی کا ڈھیر ہی باقی رہ گیا تھا۔ اُسی ٹیلے کے نیچے شوگن اپنی ہنگامی لیبارٹری میں بیٹھا مارگن سے ریڈیو ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا۔ اُس کے قریب ہی ایلومینیم کی میز پر چھوٹا سا ریڈار رکھا تھا۔ اِس ریڈار کی بتّی ایک دم سُرخ ہو گئی۔ اِس کا مطلب تھا کہ قبرستان میں سے گُزر کر کوئی شخص ٹیلے کے پاس آ گیا ہے۔ شوگن نے ریڈیو ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور لیزر گن اُٹھا کر اُوپر زمین کے باہر جانے والی سُرنگ میں آ گیا۔ تانیا کو ٹیلے کی ڈھیری کے پاس زیادہ دیر تک رُکنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ تو یہی سمجھ رہی تھی بلکہ پولیس بھی یہی سمجھتی تھی کہ ٹیلے کے اندر خلائی مخلوق کی خُفیہ لیبارٹری کو اُڑا دیا گیا ہے اور اب وہاں کوئی بھی نہیں ہے، چناں چہ تانیا ٹیلے سے ہٹ کر واپس قبرستان میں آ گئی۔ یہاں وہ قبروں کا غور سے

جائزہ لینے لگی۔ پھر وہ چلتی ہوئی ڈیوڑھی میں آ گئی جہاں انسپکٹر شہباز پہلے ہی اندھیرے میں چھُپا بیٹھا تھا۔ اُس نے انسپکٹر سے کہا :

"انسپکٹر! یہاں شوگن نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اُس باقی بچّی ہوئی خلائی مخلوق نے شہر سے باہر کسی دوسری جگہ اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے۔"

انسپکٹر کُچھ کہنے ہی لگا تھا کہ تانیا نے اِشارے سے اُسے روک دیا۔ انسپکٹر ایک دم چھُپ گیا اور جِدھر تانیا دیکھ رہی تھی اُس طرف دیکھنے لگا۔ قبروں کی جانب اندھیرے میں سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی خُشک پتّوں پر احتیاط سے قدم رکھتا چلا آ رہا ہے۔ تانیا اور انسپکٹر پیچھے ہٹ گئے۔ تانیا آنکھیں پھاڑے تک رہی تھی۔ اُسے اندھیرے میں ایک انسانی ہیولا رُک رُک کر قدم اُٹھاتا نظر آیا۔ اُس نے فوراً پہچان لیا شوگن تھا۔ اُس نے انسپکٹر شہباز کے کندھے کو آہستہ سے دبایا اور اُس کے کان میں سرگوشی کی :

”شوگن آ رہا ہے۔“

انسپکٹر کو سوائے اندھیرے کے کُچھ نظر نہیں آ رہا تھا، مگر جانتا تھا کہ تانیا اُسے دیکھ سکتی ہے چناں چہ اُسے یقین تھا کہ شوگن اندھیرے میں چلا آ رہا۔ اُس نے آہستہ کہا :

”تانیا فائر کر کے اُسے گِرا دو۔“

تانیا نے انسپکٹر کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا، کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ شوگن پر دُنیا کی کوئی گولی اثر نہیں کر سکتی۔ شوگن نے ڈیوڑھی میں آ کر اِدھر اُدھر دیکھا، مگر اُسے وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ چناں چہ وہ واپس اپنے خُفیہ اڈّے کی طرف چل پڑا۔ تانیا کُچھ فاصلہ رکھ کر اُس کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔ بہت جلد اُسے معلوم ہو گیا کہ شوگن نے اُسی تباہ شدہ ٹیلے کے نیچے کوئی خُفیہ تہہ خانہ بنا رکھا ہے، کیوں کہ شوگن ٹیلے کے ایک گول سوراخ میں سے اندر اُتر

گیا تھا۔ تانیا نے قریب جا کر سوراخ کو دیکھا۔ اُس کے دیکھتے دیکھتے یہ شگاف بند ہو گیا۔ اُس پر اُوپر کی جانب سے پتھرّ کی ایک سِل گِری تھی۔ تانیا تیز تیز قدم اُٹھاتی ڈیوڑھی میں واپس آگئی اور انسپکٹر شہباز سے کہا :

"یہاں سے نکل چلو انسپکٹر۔"

انسپکٹر اُٹھا اور تانیا کے پیچھے پیچھے چلتا قبرستان سے دُور سڑک پر آگیا جہاں اُس کی پولیس جیپ کھڑی تھی۔ تانیا نے کہا :

"انسپکٹر! شوگن اُسی خُفیہ لیبارٹری میں رہتا ہے جس کو پولیس نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔"

"مگر ہم نے تو زمین کو تہہ و بالا کر دیا تھا۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ خلائی مخلوق نے تہہ خانے کے نیچے بھی کوئی خُفیہ تہہ

خانہ بنا رکھا تھا۔ شوگن نے وہیں اپنا ٹھکانہ بنایا ہے۔" تانیا نے جواب دیا۔

وہ پولیس کار میں بیٹھ کر وہاں سے شہر کی طرف چل پڑے۔ کُچھ دیر بعد وہ لائٹ ہاؤس کے تہہ خانے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ انسپکٹر شہباز کہہ رہا تھا۔

"ہمیں ایک بار پھر اُس ٹیلے کو دھماکے سے اُڑانا ہو گا۔ صرف اُسی صورت میں ہم شوگن کے جسم کے ٹکڑے کر سکتے ہیں۔ دھماکے سے ہوا کی شدید دباؤ والی لہریں اُس کے پرزے اُڑا دیں گی۔ میرا خیال ہے وہ دھماکے کے بعد زندہ نہیں رہ سکے گا۔"

تانیا نے کہا۔ "اِس کا صحیح جواب تو گارشا ہی دے سکتی تھی۔"

مگر وہ اللہ جانے کہاں غائب ہو گئی ہے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ دھماکے سے شوگن اور اگر وہاں اُس کا کوئی ساتھی ہے تو اُس کے جسموں کے پُرزے اُڑ جائیں گے اور ایسی حالت میں اُس کے زندہ بچ رہنے کا کوئی امکان نہیں ہو گا۔"

"ٹھیک ہے۔" انسپکٹر شہباز نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ "میں ابھی جا کر کمانڈو افسر سے بات کرتا ہوں۔ اِس منصوبے پر ہم رات کو ہی مکمل کریں گے کیوں کہ شوگن رات کے وقت اپنے تہہ خانے میں ہی ہوتا ہے تمھیں ہمارے ساتھ جانے کی اب ضرورت نہیں ہے۔ تُم اِسی جگہ رہو گی۔ ویسے میں تمھیں فون پر خوش خبری ضرور سناؤں گا۔"

تانیا نے کہا۔ "تُم لوگوں کو بڑی احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ مُمکن ہے شوگن نے تہہ خانے میں کوئی ایسا ریڈار لگا رکھا ہو جو اُسے کمانڈوز کی آمد کی اِطّلاع کر

دے۔"

انسپکٹر بولا۔ "ہمارا ایکشن بڑا اچانک اور تیز ہوگا۔ تُم بے فکر رہو۔"

انسپکٹر شہباز نے اُسی وقت کمانڈو افسر سے مل کر اُسے ساری بات سمجھا دی۔ کمانڈو افسر نے ساری بات بڑے غور سے سُنی تھی۔ کہنے لگا:

"مُجھے سوفی صد یقین ہے کہ خلائی مخلوق نے اپنے تہہ خانے میں ایسا کوئی آلہ ضرور لگا رکھا ہوگا جو اُسے ہماری خبر کر دے گا۔ مُجھے کمانڈو اسکواڈ کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہے۔"

"تُم کیا مشورہ دیتے ہو؟" انسپکٹر شہباز نے پوچھا۔

کمانڈو افسر نے کُچھ سوچتے ہوئے کہا:

"میرے پاس تو اس مسئلے کا ایک ہی حل ہے۔"

"وہ کیا؟" انسپکٹر شہباز نے پوچھا۔

کمانڈو افسر بولا۔ "ہمیں راکٹ سے اُس ٹیلے کو تباہ کر دینا چاہیے۔ اِس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔" "مگر راکٹ ساتھ والی آبادی کو بھی تہہ و بالا کر دے گا۔"

انسپکٹر شہباز نے تشویش کے ساتھ کہا۔ کمانڈو افسر بولا :

"ہمیں آبادی کو وہاں سے نکال دینا ہو گا۔ یہ قومی سلامتی کا مسئلہ ہے انسپکٹر۔ ہم ہنگامی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔"

انسپکٹر شہباز نے انسپکٹر جنرل پولیس سے مشورہ کیا۔ اس نے حکومت کے ذمّے دار افسروں سے بات کی۔ بڑی اعلیٰ سطح پر کافی دیر کے صلاح مشوروں کے بعد ہی طے پایا کہ ٹیلے پر ہیلی کاپٹر کی مدد سے طاقت ور راکٹ

پھینکا جائے گا اور ساتھ والی آبادی کو رات کے وقت وہاں سے نکال دیا جائے گا۔ اگلے روز سی آئی ڈی کے آدمی سفید کپڑوں میں قبرستان کے ساتھ والی آبادی میں گئے اور وہاں کے ذمّے دار لوگوں سے ملے۔ اُنھیں بتایا کہ فوج ایک بم کا تجربہ کرنے والی ہے۔ اِس لیے آبادی کے لوگوں کو ایک رات کے لیے خاموشی سے باہر لے جایا جائے۔

مگر کسی کو خبر نہیں ہونی چاہیے کہ ٹیلے پر بم کا تجربہ ہو رہا ہے۔ جب بم پھٹ جائے گا تو ہم خود ہی خبر چھپوا دیں گے، مگر لوگوں کو یہی کہا جائے کہ خطرہ ہے کہ دُشمن ملک رات کو راکٹ گرائے گا۔ اِس سے زیادہ کسی کو کُچھ نہ بتایا جائے۔"

چناں چہ آبادی کے عام لوگوں کو یہی بتایا گیا۔ رات کے گیارہ بجے کے قریب لوگ خاموشی سے اپنے مکانوں کو تالے لگا کر وہاں سے نکل

گئے۔ یہ چھوٹی سی بستی تھی۔ زیادہ سے زیادہ پچاس ساٹھ مکانات تھے۔ اُنھیں پولیس لائنز میں جگہ دے دی گئی کہ وہ رات وہاں آرام کر سکتے ہیں۔ دوسری طرف رات ٹھیک بارہ بجے ایک ہیلی کاپٹر گن شپ دو بڑے طاقت ور راکٹ لے کر قبرستان کے ٹیلے کی طرف اُڑا۔ یہ شوگن کی بد قسمتی تھی کہ وہ اُس رات تانیا کی تلاش میں نہیں نکلا تھا اور اُس وقت اپنے تہہ خانے میں بیٹھا وائرلیس پر مارگن کو ہدایات دے رہا تھا کہ تانیا کو پولیس نے کہیں چھُپا دیا ہے چناں چہ اب ہمیں تانیا کا خیال چھوڑ کر شہر کی بڑی بڑی عمارتوں، ریلوے، پُلوں اور دوسری اہم تنصیبات کو اُڑانے کا کام شروع کر دینا چاہیے۔ ٹھیک اُس وقت اُسے ہیلی کاپٹر کی دھیمی دھیمی گڑگڑاہٹ کی آواز سُنائی دی۔ یہ آواز دور جنوبی امریکا کے شہر برازیلیہ سے باہر خُفیہ لیبارٹری میں بیٹھے خلائی انسان مارگن نے بھی سُن لی

تھی۔ اس نے پوچھا۔

"مجھے یہ ہیلی کاپٹر کی آواز لگتی ہے۔"

شوگن نے جواب دیا:

"ہاں کوئی ہیلی کاپٹر اُوپر سے گُزر رہا ہے۔"

مگر ہیلی کاپٹر ٹیلے کے اُوپر سے گزرتے ہوئے ایک کے بعد ایک دو طاقت ور راکٹ ٹیلے پر فائر کر چکا تھا۔ راکٹ ٹیلے میں پچاس ساٹھ گز نیچے گھُس کر پھٹ گئے۔ پہلے ایک اور اُس کے ساتھ ہی دوسرا دھماکا ہوا۔ یہ دھماکے اتنے بھیانک تھے کہ قبرستان میں قبریں تک اُلٹ گئیں اور مُردوں کی ہڈّیاں باہر نکل آئیں۔ ٹیلے کی جگہ ایک بہت بڑا گڑھا پڑ گیا جہاں سے پانی نکل آیا۔ شوگن کا جسم ذرّوں میں تبدیل ہو کر ٹیلے کی مٹّی اور گردو

غُبار میں مل گیا تھا۔ دھماکے کی آوازیں برازیلیہ میں بیٹھے مارگن نے بھی سُنی تھیں۔ اس نے پوچھا:

"کیسا دھماکا تھا شوگن؟"

مگر شوگن تو ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا تھا۔ اُسے کون جواب دیتا۔

مارگن نے یہ چیخ کر پوچھا:

"شوگن! شوگن! شوگن! کیا تُم زندہ ہو؟"

مگر دوسری طرف گہری خاموشی چھائی تھی۔ وائرلیس کا سِلسِلہ ٹوٹ چکا تھا۔ مارگن سمجھ گیا کہ ٹیلے والے تہہ خانے کو راکٹ سے اُڑا دیا ہے اور شوگن کے جسم کے پرخچے اُڑ گئے ہیں۔ یہ خلائی مخلوق اِس طریقے سے بھی ہلاک کی جا سکتی تھی۔ مارگن نے ریڈیو ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اِس کا

اسسٹنٹ خلائی انجینئر شارٹی بھی اُس کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ مارگن نے اُسے بتایا کہ شوگن کو بلاک کر دیا گیا ہے۔ ہمیں آج ہی کراچی کے لیے روانہ ہو جانا ہو گا۔ شارٹی نے اپنے دانت پیستے ہوئے کہا:

"مارگن! ہم نے اِس دُنیا کی مخلوق کو ضرورت سے زیادہ ڈھیل دے رکھی ہے۔ اب ہمیں اِس مخلوق کو تباہ کرنے کا کام شروع کر دینا چاہیے۔ نہیں تو ہماری جانیں بھی خطرے میں ہوں گی۔"

"تُم ٹھیک کہتے ہو۔" مارگن بولا۔ "میرا خیال ہے تُم اِسی جگہ ٹھیرو اور پلاٹینم راڈ تیّار کرنی شروع کر دو۔ میں شوگن کا پتا کرتا ہوں تمھیں وہاں سے اِطّلاع دوں گا۔ اب ہم دیر نہیں کریں گے۔ ہم اِس دُنیا کے لوگوں کو تباہ و برباد کر کے چھوڑیں گے۔"

مارگن کراچی کے لیے روانہ ہو گیا۔

دوسری طرف دِن کی روشنی میں کمانڈو افسر، انسپکٹر شہباز اور آئی جی پولیس تانیا کو ساتھ لے کر ٹیلے کے گڑھے پر پہنچ گئے۔ تانیا نے چاروں طرف غور سے دیکھا۔ اسے شوگن کہیں دکھائی نہ دیا۔ملبے کے نیچے سے ریڈیو ٹرانسمیٹر کے ٹوٹے پھوٹے ٹکڑے مل گئے۔ تانیا نے اُنھیں دیکھ کر کہا:

"زمین اُوپر نیچے ہو گئی ہے۔ خلائی مخلوق کا خُفیہ تہہ خانہ، اُن کی لیبارٹری، ٹرانسمیٹر سب کُچھ تباہ ہو گیا ہے۔ شوگن باقی نہیں رہا۔"

"اِس کا کیا ثبوت ہے تانیا؟" آئی جی پولیس سے پوچھا۔

تانیا بولی۔ "اس کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ شوگن اس لیبارٹری میں تھا، مگر اب وہ حملہ نہیں کر رہا۔ اُس کا وجود ختم ہو گیا ہے۔ ہم نے شوگن کو ختم کر دیا ہے۔ اب خطرہ صرف اُس کے ساتھی مارگن

سے ہے جو اگر یہاں شوگن کے ساتھ نہیں تھا تو پھر برازیل سے یہاں پہنچنے ہی والا ہو گا کیوں کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ شوگن کی ہلاکت کی اُسے خبر نہ ملی ہو۔ اِن لوگوں کا آپس میں ایک دوسرے لہروں کا رابطہ بھی ہوتا ہے۔"

پولیس انسپکٹر اور آئی جی پولیس کو شوگن کی موت کا یقین ہو گیا تو اُنھوں نے تانیا کو ساتھ لیا اور واپس چل دیے۔ اب اُنھیں اگر کوئی خطرہ تھا تو وہ آخری خلائی قاتل مارگن سے تھا۔ اُسی روز اعلیٰ حکّام کا ایک خُفیہ اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ کراچی کی ائیرپورٹ اور بندرگاہ کی کڑی نگرانی کی جائے گی اور مارگن کو وہاں اُترتے ہی ہلاک کر دیا جائے گا۔ اِس مقصد کے لیے اسپیشل فورس تعینات کی گئی اور اُسے کلاشنکوف رائفلیں دے دی گئیں۔ اُن کا خیال تھا کہ کلاشنکوف کے آگے خلائی قاتل مارگن بھی زندہ نہ رہ سکے گا۔

موت کی شعاع

وہ خلائی مخلوق کی طاقت سے واقف نہیں تھے۔

گارشا ہوتی تو انسپکٹر شہباز، پروفیسر رضوی اور تانیا کی رہ نمائی کرتی اور اُنہیں خلائی مخلوق کی طاقت کا کوئی توڑ بتائی، مگر وہ تو شیبا اور عمران کے ساتھ ماضی کے دُھندلکوں میں بھٹک رہی تھی۔ انسپکٹر شہباز اور تانیا اوٹان سیّارے کی باقی بچّی ہوئی مخلوق یعنی مارگن اور اس کے ساتھی شارٹی کی

طاقت سے بے خبر تھے۔ پولیس نے کراچی کی بندر گاہ ریلوے اسٹیشن اور ہوائی اڈّے کی خُفیہ طور پر ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ تانیا کے بتائے ہوئے حُلیے پر پولیس کے ماہر آرٹسٹ نے مارگن کی تصویر بنالی تھی۔ اُس تصویر کی کاپیاں بنوا کرا سپیشل فورس کے جوانوں کو دے دی گئی تھیں تا کہ وہ مارگن کو پہچان سکیں۔

مگر مارگن اتنا احمق نہیں تھا۔ پھر وہ کوی عام آدمی نہیں تھا۔ وہ ایک خلائی مخلوق تھی۔ اگرچہ اس کا اپنے سیّارے اوٹان سے رابطہ ٹوٹ چکا تھا۔ اِس کے باوجود اُس کے پاس خلائی طاقت موجود تھی۔ وہ اور شارٹی مل کر زبردست تباہی پھیلا سکتے تھے اور اُنھوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اب کسی کا لحاظ نہ کیا جائے۔ شوگن کی ہلاکت نے اُن کے دِل میں انتقام کی آگ بھڑکا دی تھی۔ مارگن نے مُکّا لہرا کر خلائی طریقے سے قسم کھائی تھی کہ اب وہ

کسی کو معاف نہیں کرے گا اور تباہی کا سِلسِلہ شروع کر دے گا۔

دونوں خلائی ساتھی یعنی مارگن اور شارٹی برازیلیہ سے ایک ہوائی جہاز میں سوار ہو کر لندن پہنچ گئے۔ یہاں سے اُنہوں نے ایک جہاز کے ذریعہ سے کراچی آنا تھا۔ برازیل کی سنگلاخ پہاڑی والی خُفیہ لیبارٹری سے اُنہوں نے تباہی کا سامان اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ یہ چیونگ گم کی گولیوں کے سائز کے دھماکے سے پھٹنے والے بم تھے جو بڑی تباہی پھیلا سکتے تھے۔ یہ خلائی گرینیڈ تھے۔ مارگن اور شارٹی نے نقلی داڑھیاں لگا رکھی تھیں اور وہ سیّاحوں کے بھیس میں سفر کر رہے تھے۔ لندن ائیر پورٹ پر اُترتے ہی وہ ہوائی اڈّے کے باہر آ گئے۔ یہاں وہ ایک دِن کے لیے رُک سکتے تھے اور لندن کی سیر کر سکتے تھے۔

مارگن نے شارٹی کو ساتھ لیا اور ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر لندن کے گنجان

علاقے پکاڈلی میں آ گئے۔ یہاں کئی ریستوران تھے جو گاہکوں سے بھرے ہوتے تھے۔ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی، مگر مارگن کے پاس بہت ڈالر اور پاؤنڈ تھے جو اس نے اپنی خُفیہ لیبارٹری میں بنائے تھے۔ یعنی یہ نقلی نوٹ تھے، مگر اصل لگتے تھے۔ مارگن نے ایک بیرے کو دس پونڈ رشوت دے کر ریستوران میں ایک جگہ حاصل کر لی۔ وہ گول میز کے آمنے سامنے بیٹھ گئے اور کافی منگوا کر باتیں کرنے لگے۔ وہ دھیمی آواز کے ساتھ اپنی خلائی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ مارگن کہنے لگا:

"شارٹی! ہمیں اپنا کام ختم کر کے کسی دوسری جگہ بھی جانا ہے۔ پلوٹونیم میں لگا دوں گا۔"

اتنا کہہ کر مارگن نے دائیں بائیں احتیاط کے ساتھ نگاہ ڈالی۔ ریستوران میں ہر شخص کھانے پینے اور باتیں کرنے میں لگا تھا۔ میوزک بڑے زور سے

بج رہا تھا۔ مارگن نے چیونگ گم کی سائز کا پلوٹونیم بم جیب سے نکال کر چھوٹی سی گول میز کے نیچے چپکا دیا۔ اس بم کو پانچ منٹ بعد دھماکے سے پھٹنا تھا۔ مارگن پھٹنا تھا۔ مارگن نے شارٹی کو اشارہ کیا۔ شارٹی نے بل ادا کیا اور ریستوران سے نکل گئے۔ وہاں سے وہ دوسرے بازار میں آ گئے۔ یہاں ایک اسٹور تھا جہاں قسم قسم کا سامان بِکتا تھا اور لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ مارگن اور شارٹی اسٹور میں آ گئے۔ یہاں شارٹی نے ایک پلوٹونیم بم اسٹور کی ایک الماری کے پیچھے چپکا دیا۔ پھر گھڑی کو دیکھا اور مارگن سے کہا:

"اب یہاں سے نکل چلو۔"

دونوں اسٹور سے نکل کر ائیر پورٹ کو جانے والی سڑک پر آ گئے اور ایک طرف فٹ پاتھ پر کھڑے ہو گئے۔ مارگن اپنی کلائی کی گھڑی کو تک رہا تھا۔

گھڑی کی سوئی ٹِک ٹِک کرتے حرکت کر رہی تھی۔ اچانک ریستوران میں دھماکا ہوااور سارے ریستوران کے پر خچے اُڑ گئے۔ اس کے دو منٹ بعد اسٹور میں دھماکا ہوااور آسمان سیاہ دھوئیں سے بھر گیا۔ ہر طرف چیخ و پکار مچی تھی۔ انسانی جسموں کے ٹکڑے بِکھرے پڑے تھے۔ آگ کے شُعلے بُلند ہو رہے تھے۔ لوگ کاروں میں بھاگ رہے تھے۔ مارگن کے چہرے پر شیطانی مُسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اُس نے شارٹی کی طرف دیکھ کر کہا :

"شارٹی! ہمارے پہلے دونوں تجربے کام یاب رہے ہیں۔ اب ہمیں ائیر پورٹ پر تباہی مچانی ہے۔"

اُنھوں نے ٹیکسی پکڑی اور ائیر پورٹ آ گئے۔ ائیر پورٹ پر لوگ اِدھر اُدھر آ جا رہے تھے۔ دھماکوں کی خبر یہاں بھی پہنچ گئی تھی اور وہ ایک دوسرے سے دھماکوں کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ پولیس بھی

حرکت میں آ گئی تھی اور لندن ائیر پورٹ کے باہر سیکورٹی یعنی حفاظتی انتظام سخت کر دیا گیا تھا۔ ائیر پورٹ کے گیٹ پر شارٹی اور مارگن کی بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ تلاشی لی گئی۔ مارگن کی جیب سے چیونگم کے ساتھ کی گولیاں نکلیں تو سیکورٹی افسر نے غور سے دیکھا پھر سونگھا۔ اُن میں کوئی بُو نہیں تھی۔ وہ پوچھنے لگا :

"یہ کیا ہیں ؟"

مارگن نے مُسکرا کر کہا۔ "میری چیونگ گم ہیں۔"

انگریز سیکورٹی افسر نے خاموشی سے چیونگ گم کی گولیاں مارگن کو واپس کر دیں۔ اُسے احساس بھی نہیں تھا کہ یہ گولیاں چیونگ گم نہیں بلکہ انتہائی تباہی پھیلانے والے زبردست بم ہیں۔ لندن سے کراچی جانے والا جہاز تیّار کھڑا تھا۔ وہ جہاز میں جا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد جہاز ٹیک آف کر گیا

اور آسمان کی بُلندیوں میں پہنچ کر کراچی کی طرف پرواز کرنے لگا۔ مارگن اور شارٹی ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ شارٹی نے کہا :

"مارگن ! مُجھے لگتا ہے کہ کراچی ائیر پورٹ پولیس کی سخت نگرانی میں ہو گا۔"

مارگن مُسکرایا۔ "تو کیا ہوا۔ ہمیں کون پہچانے گا اور اگر کسی نے پہچان بھی لیا تو وہ زندہ نہ بچّے گا۔"

جہاز اُڑا جا رہا تھا۔ شام کے وقت جہاز کراچی ائیر پورٹ پر اُتر گیا۔ اسپیشل فورس کے آدمی لاؤنج کے گیٹ پر ہی کھڑے تھے۔ وہ سادا لباس میں تھے۔ اُن کے پاس مارگن کی تصویریں تھیں۔ یہ بڑے تجربہ کار خُفیہ جاسوس تھے۔ مارگن نے جہاز سے اُترتے ہی شارٹی سے کہا :

"شارٹی تُم مُجھ سے کُچھ فاصلہ رکھ کر پیچھے پیچھے آؤ۔ یہاں کی مخلوق کو کسی طرح

موت کی نیند سُلایا جاتا ہے یہ تُم بھی جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں۔"

شارٹی پیچھے ہو گیا۔ مارگن مسافروں کے ساتھ آگے آگے جا رہا تھا۔ جُوں ہی وہ لاؤنج کے گیٹ پر پہنچا ایک سپاہی نے اُسے داڑھی کے حُلیے میں بھی پہچان لیا تھا۔ اُس نے اپنے ساتھی سے کہا: "یہی وہ آدمی ہے۔ خبردار رہنا۔"

جُوں ہی مارگن دروازے سے نکلا دونوں سپاہیوں نے اُسے دبوچ لیا۔ اگرچہ ان سپاہیوں کو بتا دیا گیا تھا کہ جس ملزم کو پکڑنا ہے وہ خلائی مخلوق ہے اس لیے اُنہیں بڑا ہوشیار رہنا ہو گا، لیکن سپاہیوں نے اِس کا کوئی خیال نہ کیا اور مارگن کو بازوؤں سے پکڑ کر اُسے کھینچتے ہوئے ایک طرف لے گئے۔ ایک سپاہی نے فوراً اُسے اُلٹی ہتھکڑی ڈال دی اور دوسرے نے پستول اُس کی گردن سے لگا کر کہا۔ "خاموش۔ ہمارے ساتھ چلو۔ نہیں تو

گولی ماردوں گا۔"

مارگن مُسکرایا۔ اُس نے کوئی اعتراض نہ کیا اور خاموشی سے سپاہیوں کے ساتھ پولیس کی گاڑی کی طرف بڑھا۔ شارٹی نے دیکھ لیا تھا کہ سپاہیوں نے مارگن کو گرفتار کر لیا ہے مگر وہ بھی مطمئن تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا ہے۔ مارگن پولیس کی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ وہاں صرف ایک ڈرائیور ہی تھا۔ گاڑی اسپیشل فورس کے ہیڈ کوارٹر کی طرف چل پڑی۔ شارٹی نے ایک ٹیکسی پکڑی اور اُسے پولیس کی گاڑی کا پیچھا کرنے کو کہا۔ پولیس کی گاڑی آگے آگے جارہی تھی۔ شارٹی کی ٹیکسی پیچھے پیچھے آرہی تھی۔ مارگن کو اُلٹی ہتھکڑی لگی تھی۔ دونوں سپاہی بڑے خوش تھے کہ اُنہوں نے خلائی ملزم کو بڑی آسانی سے گرفتار کر لیا ہے۔ اُنہیں خبر نہیں تھی کہ وہ چند گھڑیوں کے مہمان ہیں اور تھوڑی دیر بعد ہمیشہ کی نیند سونے والے ہیں۔

مارگن نے کھڑکی سے باہر جھانک کر کہا :

"تُم لوگ مُجھے کہاں لے جا رہے ہو اور کیوں ؟"

سپاہی بولا۔ "چُپ رہو۔ تمہیں بولنے کی اجازت نہیں ہے ۔"

مارگن مُسکرایا۔ اُس نے ذرا سا زور لگایا اور لوہے کی ہتھکڑی ٹوٹ گئی۔ مارگن نے دونوں ہاتھ دکھاتے ہوئے سپاہی سے کہا۔ "تمہاری ہتھکڑی تو بڑی کچّی تھی۔"

مارگن کو ہتھکڑی سے آزاد دیکھ کر دونوں سپاہی حیران و پریشان ہو کر رہ گئے۔ دونوں نے پستول کی نالیاں مارگن کے سر کے ساتھ لگا دیں اور کہا کہ اگر اس نے فرار ہونے کی ذرا سی بھی کوشش کی تو اُس کی کھوپڑی اُڑا دی جائے گی۔ شارٹی ٹیکسی میں پیچھے پیچھے آ رہا تھا اور حیران تھا کہ مارگن اتنی

دیر کیوں لگا رہا ہے۔ مارگن نے ایک سپاہی کی طرف گھور کر دیکھا۔ گھور کر دیکھنے سے مارگن کی آنکھوں سے سُرخ رنگ کی ایک باریک شُعاع نکل کر سپاہی کے ماتھے سے ٹکرائی۔ ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور سپاہی کا اُوپر والا حصّہ اُڑ گیا اور دماغ بکھر گیا۔

دوسرے سپاہی نے یہ دہشت ناک منظر دیکھا تو اس پر لرزہ سا طاری ہو گیا۔ مارگن نے اب اس کی طرف گھور کر دیکھا اور کہا :

"میں چاہتا ہوں تُم بھی اپنے دوست کے پاس چلے جاؤ۔" ابھی مارگن کا جملہ پورا نہیں ہوا تھا کہ مارگن کی آنکھوں کی سُرخ قاتل شُعاع نے دوسرے سپاہی کی بھی کھوپڑی اُڑا دی۔ جو سپاری گاڑی چلا رہا تھا وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ اس نے فوراً بریک لگائی اور دروازہ کھول کر باہر کو بھاگا۔ مارگن نے اسے کُچھ نہ کہا۔ وہ چاہتا تھا کہ ڈرائیور اپنے افسروں کو جا کر بتا دے کہ اُن

کے ساتھیوں کا مارگن نے کیا حشر کیا ہے۔ شارٹی بھی ٹیکسی لے کر وہاں آ گیا۔ مارگن نے دوسرے گاڑی سے سر نکال کر شارٹی سے کہا :

"اندر آجاؤ۔"

شارٹی پولیس کی گاڑی میں آگیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے شور مچایا کہ میرا کرایہ تو دیتے جاؤ۔ شارٹی نے غُصّے سے کہا :

"ابھی کرایہ دیتا ہوں۔"

پھر ڈرائیور کی طرف آنکھیں سکیڑتے ہوئے گھور کر دیکھا۔ شارٹی کی آنکھوں سے بھی سُرخ قاتل شُعاع نکل کر ڈرائیور کے ماتھے پر پڑی اور ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ڈرائیور کی آدھی کھوپڑی اُڑ گئی۔ مارگن نے دونوں سپاہیوں کی لاشوں کو باہر پھینکا اور گاڑی کا رُخ کراچی سے لاہور

جانے والی ہائی وے پر کر دیا۔

”کیا ہم راستے میں کوئی ٹرین پکڑیں گے مارگن؟“ شارٹی نے پوچھا۔

”وہ کس لیے؟“ مارگن بولا۔ ”ہمیں اِسی شہر کے آس پاس رہنا ہو گا۔ شوگن کے قائل تانیا اور انسپکٹر اِسی شہر میں ہیں۔ ہمیں اُن سے بھی اپنے ساتھی کی موت کا بدلہ لینا ہے۔“

شارٹی نے کہا۔ ”ہمیں کسی ایسی جگہ خُفیہ ٹھکانہ بنانا ہو گا جہاں پولیس کے فرشتے بھی نہ پہنچ سکیں۔“

مارگن بولا۔ ”پہنچ بھی جائیں گے تو ہمارا کُچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اب ہم اپنی پوری خلائی طاقت کے ساتھ میدان میں اُتر آئے ہیں۔ پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ ہمیں اطمینان سے شہر میں تباہی پھیلانے کا موقع ملے۔ سمندری

چٹّانوں والی سُرنگ کا تانیا کو علم ہے۔"

شارٹی کہنے لگا۔ "مُجھے یاد ہے شہر کے باہر اِس طرف ایک پرانے قلعے کا کھنڈر ہے۔ ہم اُس کھنڈر میں اپنا ٹھکانہ بنا سکتے ہیں۔"

"ہاں!" مارگن بولا۔ "میں نے بھی وہ کھنڈر دیکھا ہے۔ یہ کسی بادشاہ کا محل تھا، مگر اب وہاں سانپ بِچھّو رہتے ہیں۔ چلو اُسی طرف چلتے ہیں۔"

مارگن نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔ آگے ایک دریا آ گیا۔ اب رات کا اندھیرا ہو گیا تھا اور دریا کے پُل پر سے کبھی کبھی کوئی ٹرک یا کار گزر جاتی تھی۔ مارگن نے کہا:

"ہمیں اُس پولیس گاڑی کو پُل پر سے دریا میں پھینکنا ہے تاکہ پولیس ہمارا سُراغ نہ لگا سکے۔ آگے ہم اپنے طریقے سے جائیں گے۔" مارگن پولیس

گاڑی کو پُل پر لے آیا۔ دونوں گاڑی سے باہر نکل آئے۔ مارگن نے گاڑی کو ذرا سا دھکا دیا اور گاڑی لڑھکتی ہوئی دریا میں جا گری۔ مارگن نے کہا۔ "اب قلعے کی طرف چلو۔"

وہ پُل پر سے اُتر کر دریا کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ کُچھ دُور تک چلنے کے بعد وہ دائیں طرف مُڑ گئے جہاں جنگلی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ یہ سوکھی ہوئی جھاڑیاں تھیں اور اِن کے درمیان کہیں کہیں ریت کے ٹیلے اُبھرے ہوئے تھے۔ وہ ٹیلوں کے درمیان آگے بڑھتے گئے۔ پھر اُنہیں ریت کے ایک اُونچے ٹیلے پر پرانے قلعے کا کھنڈر نظر آیا۔

"یہی اُس پُراسرار قلعے کا کھنڈر ہے مارگن۔" شارٹی نے کہا۔

"ہاں میں نے اسے پہچان لیا ہے۔" مارگن نے جواب دیا۔

قلعے کا یہ کھنڈر بڑی خستہ حالت میں تھا۔ اندھیرا ضرور تھا مگر خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے مارگن اور شارٹی کو ہر چیز نظر آ رہی تھی۔ ستون جگہ جگہ گِرے ہوئے تھے۔ دیواریں ڈھے چکی تھیں۔ کہیں کہیں کوئی چھت کھڑی رہ گئی تھی۔ اُنہوں نے قلعے کے اندر چاروں طرف چکّر لگایا۔ ایک میں تنگ سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دیں۔ مارگن بولا :

"نیچے ضرور کوئی تہہ خانہ ہوگا۔"

وہ سیڑھیاں اُترنے لگے۔ مکڑیوں کے جالے اُن کے سروں سے لپٹ رہے تھے اور وہ اُنہیں ہٹاتے جاتے تھے۔ دس بارہ سیڑھیاں اُترنے کے بعد نیچے ایک تہہ خانہ آگیا جس کے فرش پر جگہ جگہ قبروں کی ڈھیریاں لگی تھیں۔ مارگن نے ایک ڈھیری کو جھُک کر دیکھا پھر پتھّروں کو پیچھے ہٹایا تو نیچے ایک اور سیڑھی نکلی۔ اُس نے کہا :

"اِس تہہ خانے کے نیچے بھی ایک تہہ خانہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ جگہ ہمارے لیے بڑی ٹھیک رہے گی۔"

یہ زینہ دوسرے تہہ خانے میں اُترتا تھا۔ یہ نچلا تہہ خانہ بھی چھوٹا سا تھا اور کونے میں پیتل کے کُچھ پرانے برتن اوندھے پڑے تھے۔ ایک دیوار میں پتھرّ کی ایک دو تین گز لمبی انسانی آنکھ بنی ہوئی تھی۔ شارٹی نے اس آنکھ کو غور سے دیکھا اور بولا:

"یہ آنکھ شاید اِسی قلعے کے راجہ نے حفاظت کے لیے کھدوائی ہوگی۔"

مارگن نے اس طرف کوئی دھیان نہ دیا اور دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے بولا:

"ہمیں یہاں صفائی وغیرہ کرنی ہوگی اور بیٹھنے سونے کے لیے کُچھ چیزیں

بھی لاکر رکھتی ہوں گی۔"

شارٹی بھی اُس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

دوسری طرف پولیس کار کا ڈرائیور لرزتا کانپتا اسپیشل فورس ہیڈ کوارٹر پہنچا۔ وہاں انسپکٹر شہباز اور تانیا بھی موجود تھے۔ اُس نے اپنے افسروں کو سارا بھیانک واقعہ سُنا دیا کہ کسی طرح ملزم نے گرفتار ہونے کے بعد دونوں سپاہیوں کی کھوپڑیاں اُڑا دیں۔

"سر! میں بڑی مُشکل سے جان بچا کر بھاگا ہوں۔ اللہ جانے اُنہوں نے مُجھے کیا سوچ کر چھوڑ دیا۔ وہ بڑی آسانی سے میری کھوپڑی بھی اُڑا سکتے تھے۔"

انسپکٹر شہباز نے تانیا کی طرف دیکھا۔ تانیا نے کہا:

"یہ مارگن کے سِوا دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔ میں نے پہلے ہی آپ کو خبردار

کر دیا تھا کہ مارگن کو گرفتار کرنے کے لیے بڑی ہوشیاری سے کام لینا ہو گا۔"

انسپکٹر نے تانیا اور اسپیشل فورس کی گاڑی کو ساتھ لیا اور موقع واردات پر پہنچ گیا۔ وہاں پولیس موجود نہیں تھی، مگر دونوں سپاہیوں کی لاشیں وہاں پڑی تھیں۔ انسپکٹر کے حُکم سے دونوں لاشوں کو گاڑی میں ڈال کر پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا گیا۔ انسپکٹر نے ٹارچ کی روشنی میں زمین پر اپنی پولیس گاڑی کے پہیّوں کے نشان دیکھ لیے تھے۔ یہ نشان ہائی وے کی طرف جا رہے تھے۔ انسپکٹر نے اپنی گاڑی کو ہائی وے پر ڈال دیا اور بولا:

"معلوم ہوتا ہے مارگن کے ساتھ اُس کا ایک ساتھی بھی ہے۔ مُجھے پیچھے زمین پر دو آدمیوں کے جوتوں کے نشان نظر آتے تھے۔"

تانیا بولی: "ہو سکتا ہے اس کا کوئی دوسرا ساتھی برازیل میں موجود ہو اور

اب اس کے ساتھ ہی پاکستان آگیا ہو؟"

وہ کراچی حیدر آباد جانے والی شاہراہ پر دُور تک نکل گئے مگر اُنھیں مارگن اوراس کے خلائی ساتھی کا کوئی سُراغ نہ ملا۔ دریا میں پُل پر سے جو پولیس کی گاڑی پھینکی گئی تھی وہ دریا کی تہہ میں جا کر بیٹھ گئی تھی وہ کسی کو کہاں نظر آتی۔

رات گزر گئی۔ پرانے قلعے کے سب سے گہرے تہہ خانے میں مارگن اور شارٹی بیٹھے اپنا تباہ کُن پروگرام بنانے میں مصروف رہے تھے۔ تہہ خانے کی دیوار میں جو پتھّر کی آنکھ بنی تھی اس طرف اُنھوں نے کوئی توجّہ نہیں دی تھی۔ وہ دونوں خلا سے آتے ہوئے انسان تھے اُنہیں اس قسم کے توہمات سے کوئی دِل چسپی نہیں تھی۔

اُنھوں نے شہر کے علاقوں میں تباہی پھیلانے کا ایک منصوبہ تیّار کر لیا،

تھا۔ صُبح ہوئی تو مارگن نے شارٹی سے کہا :

"تُم آج اسی جگہ رہو گے۔ اِس دِن کی تباہی میرے نام ہو گی۔ میں جاتا ہوں۔"

مارگن کے پاس خلائی گن اور پلوٹونیم کے چھوٹے چھوٹے بٹن جیسے بم بھی تھے۔ اس نے اپنی خلائی طاقت کے زور سے ایک فقیر کا بھیس بدل رکھا تھا۔ قلعے کے کھنڈر سے نکلتے ہی مارگن نے ریت کے ٹیلوں اور جھاڑیوں کو گھور کر دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے سُرخ شُعاعیں آبشار کی طرح نکل کر اُس کے ارد گرد بکھر گئیں اور مارگن زمین سے دس فیٹ بُلند ہوا اور پھر نظروں سے غائب ہو گیا۔

خلائی مخلوق مارگن کی ایک خُفیہ طاقت تھی جس پر عمل کر کے وہ فقیر کے بھیس میں غائب ہو گیا تھا۔ وہ فضا میں پرواز کرتا اس مقام پر آ گیا جہاں ہائی

وے شہر میں داخل ہو رہی تھی۔ مارگن نیچے اُتر آیا۔ وہ زمین پر چل رہا تھا، لیکن نظروں غائب تھا۔

آسمانی مخلوق کا حملہ

ایک بات کا مارگن کو احساس تھا کہ خلائی سیّارے سے کٹ جانے کے بعد اِن دونوں کی طاقت میں آہستہ آہستہ کمی ہو رہی ہے یعنی بہت جلد وہ وقت آنے والا تھا کہ اگر اُنہیں اپنے سیّارے اوٹان سے کوئی اچانک مدد نہ پہنچی تو اِن کی ساری خُفیہ طاقتیں ختم ہو جائیں گی اور اِن کے جسم اپنے آپ جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ اِس لیے مارگن اپنی قُدرتی موت پہلے دُنیا والوں

سے اپنے ساتھیوں کی موت کا بھیانک بدلہ لینا چاہتا تھا۔

لیکن اُس کی خُفیہ طاقت پر اپنے سیّارے سے کٹ جانے کا اثر پڑنا شروع ہو چکا تھا۔ اِس کا کوئی ثبوت ابھی تک مارگن کے پاس نہیں تھا مگر وہ اپنے اندر ایک کمزوری سی محسوس کرنے لگا تھا۔ اچانک مارگن کی نگاہ ریل گاڑی پر پڑی جو حیدر آباد کی طرف سے کراچی آ رہی تھی۔ وہ فضا میں بُلند ہو گیا۔ کراچی کی طرف سے ایک ریل گاڑی لاہور کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔ اُنہیں الگ الگ سِگنل دے دیے گئے تھے۔ مارگن کی خلائی آنکھ نے کراچی والی گاڑی کا سِگنل بدل دیا۔ ریل کی پٹڑی کو اِس نے اُس پٹڑی کے ساتھ جوڑ دیا تھا جس پر لاہور والی گاڑی آ رہی تھی، مگر سِگنل اُوپر نہیں ہوا تھا۔ دونوں گاڑیاں زور شور سے ایک دوسرے کی مخالف سمت چلی آ رہی تھی۔

دونوں ریل گاڑیوں کے ڈرائیور مطمئن تھے، کیوں کہ سِگنل گرے ہوئے تھے۔ اُنہیں یقین تھا کہ وہ الگ الگ لائنوں پر ایک دوسرے کے قریب سے گُزر جائیں گے، لیکن اچانک کراچی کی طرف جانے والی گاڑی کے انجن ڈرائیور کا رنگ اُڑ گیا۔ اُس نے دیکھ لیا کہ دونوں گاڑیاں ایک ہی لائن پر ایک دوسرے کی طرف دوڑی چلی آ رہی ہیں۔ اُس نے ایک دم بریک لگا دیا، مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ لاہور والی گاڑی کے انجن ڈرائیور نے بھی بریک لگا دیا، مگر وہ بھی کُچھ نہ کر سکا دوسرے ہی لمحے دونوں ریل گاڑیوں کے انجن پوری طاقت کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرائے اور ایک ریل گاڑی دوسری ریل گاڑی پر چڑھ گئی۔ ایک خوف ناک دھماکا ہوا اور ہر طرف آگ ہی آگ اور مسافروں کی چیخ و پکار کے ہوا اور کُچھ نہیں تھا۔

خلائی قاتل مارگن نے فضا میں ہی غوطہ لگایا اور شہر کے ریلوے اسٹیشن کی طرف آگیا۔ یہاں سے فضا میں بُلند ہوگیا۔ اِس کو آسمان پر ایک گونج سُنائی دی۔ اِس نے اُوپر نگاہ کی۔ ایک ہوائی جہاز بادلوں میں پرواز کر رہا تھا۔ مارگن اُوپر ہی اُوپر اُٹھتا گیا۔ وہ ہوائی جہاز کے قریب آگیا کہ اسے گول کھڑکیوں کے شیشوں میں سے جہاز میں بیٹھے ہوئے مسافروں کے چہرے اور ائیر ہوسٹس ٹرے لے کر جاتی نظر آئی۔ خلائی قاتل نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور پھر جہاز کے نیچے کی طرف آگیا۔ اِس نے جیب سے خلائی گن نکال کر جہاز کے ایک انجن کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔

خلائی گن میں سے انتہائی طاقت ور لیزر کی شُعاع نکل کر جہاز کے جیٹ انجن پر پڑی۔ ایک دھماکے سے جہاز کا جیٹ انجن پھٹ گیا اور جہاز ایک طرف کو جھُک گیا۔ جہاز کے اندر مسافروں میں چیخ و پکار مچ گئی۔ پائلٹ نے فوراً

دیکھ لیا کہ ایک انجن تباہ ہو گیا ہے۔ اس نے جہاز کو سنبھال لیا اور کراچی ائیر پورٹ کو اِطّلاع کر دی کہ میرے ایک انجن میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ میں نیچے اُترنے والا ہوں۔ کنٹرول ٹاور نے اجازت دے دی۔ پائلٹ نے جہاز کو نیچے لانا شروع کر دیا۔

مارگن بھی یہ سب کُچھ دیکھ رہا تھا اور جہاز سے کُچھ فاصلے پر اُڑ رہا تھا۔ اس نے خلائی گن سے جہاز کے دوسرے انجن پر بھی فائز کر دیا۔ دوسرا انجن بھی ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور جہاز ایک طرف کو جھُک کر نیچے گِرنے لگا۔ اُس کے دونوں انجنوں میں سے آگ کے شُعلے نکلنے لگے تھے۔ جہاز فضا میں ہی لڑھکنے لگا۔ زمین کے قریب آتے آتے جہاز آگ کا گولہ بن گیا اور پھر پوری طاقت سے زمین کے ساتھ ٹکرایا اور دھوتیں اور شُعلوں کے بادل میں تبدیل ہو گیا۔



خلائی قاتل مارگن نے چند ہی لمحوں میں دو بہت بھیانک حادثے کرا دیے

تھے جن میں سیکڑوں انسانوں کی جانیں ضائع ہو گئی تھیں۔ وہ اب کراچی شہر کی سڑکوں پر اُتر آیا۔ وہ جانتا تھا کہ پولیس اِس کی دُشمن ہے اور اُسی نے شوگن کو بھی ہلاک کیا ہے، چناں چہ جوں ہی مارگن کی نگاہ ایک پولیس چوکی پر پڑی وہ اس کے اندر آ گیا۔ وہ غائب تھا۔ اِس لیے اِسے کوئی روک بھی نہیں سکتا تھا۔ اِس نے پولیس چوکی میں داخل ہوتے ہی ایک کمرے میں دیوار پر لگے کیلنڈر کے پیچھے پلوٹونیم بم کا بٹن چپکا دیا اور تیزی سے باہر نکل گیا پھر فضا میں بُلند ہو کر ایک اونچی بلڈنگ کی چھت پر کھڑے ہو کر نیچے دیکھنے لگا۔

ٹھیک پانچ منٹ بعد بم پھٹا اور پولیس چوکی کے ساتھ دو بلڈنگوں کا بھی صفایا ہو گیا۔ ایک شور مچ گیا۔ لوگ گھبرا کر جان بچانے کی فکر میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگے۔ ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ خلائی قاتل نے ایک شیطانی

قہقہہ لگایا اور ساحلِ سمندر کی طرف پرواز کر گیا۔ سمندر میں اسے دُور ایک بحری جہاز نظر آیا۔ وہ اُڑ کر سیکنڈ میں جہاز کے اُوپر آگیا۔ یہ ایک یونانی تیل بردار جہاز تھا جو ہزاروں ٹن تیل لے کر کراچی کی بندرگاہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ مارگن جہاز کے ڈیک پر اُتر آیا۔ جہاز کا کپتان برج کے کیبن میں دُوربین آنکھوں سے لگائے ساحل کی طرف دیکھ رہا تھا اور مائیکروفون پر نیچے جہاز کے انجینئر کو ضروری ہدایات دے رہا تھا۔ لوہے کا ایک گول زینہ نیچے جاتا تھا۔ مارگن کو کوئی دیکھ تو سکتا نہیں تھا۔ وہ بڑے آرام جہاز کے نیچے اُتر گیا۔ آگے ایک گول راہ داری تھی۔ یہاں اِسے انجن کی آواز آنے لگی۔ وہ انجن روم میں ہی جانا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد خلائی قاتل مارگن انجمن روم میں تھا۔ اِس کے سامنے بڑے بڑے انجن چل رہے تھے اور ایک شور مچا ہوا تھا۔ وہ مُسکرایا۔ اِسے خیال آیا کہ دُنیا والے ابھی سائنس اور

انجینئرنگ میں خلائی مخلوق سے کس قدر پیچھے ہیں۔ وہ آگے بڑھا۔ پلوٹونیم بموں کے چار بٹن اِس کے ہاتھ میں تھے۔ انجمن روم میں مختلف لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف تھے مگر کسی نے مارگن کو نہ دیکھا۔ مارگن نے چاروں پلوٹونیم بم انجمن روم چاروں کونوں میں لگا دیے اور تیزی سے زینہ چڑھ کر جہاز کے اُوپر ڈیک پر آگیا۔ اِس نے اپنی گھڑی دیکھی۔ اس دُنیا کے ٹائم کے کے حساب سے بموں کے پھٹنے میں ساڑھے تین منٹ باقی تھے۔

مارگن جہاز کے عرشے سے پرواز کر گیا اور سمندر کے اُوپر جہاز سے کافی دُور ہٹ کر فضا میں مُعلّق ہو گیا۔ یعنی فضا میں ایک جگہ ٹِک سا گیا۔ اِس کی نظریں جہاز پر لگی تھیں۔ پلوٹونیم بموں کے پھٹنے میں ایک ایک منٹ کا وقفہ پڑنا تھا۔ ساڑھے تین منٹ بعد بم پھٹا۔ جہاز کے اندر دھماکا ہوا اور جہاز

سمندری لہروں پر اُوپر کو اُچھلا اور ایک طرف جھُک گیا۔ شیشے کے کیبن میں آگ لگ گئی۔ جہاز کا کیپٹن ہڑبڑا کر نیچے بھاگا۔ اُس کے ساتھ ہی دوسرا، ایک منٹ بعد تیسرا اور پھر چوتھا دھماکا ہوا اتنے طاقت ور خلائی بموں کے پھٹنے کے بعد جہاز کے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اُس کے تیل نے آگ پکڑلی تھی اور جہاز کے چار ٹکڑے ہو گئے تھے جو سمندر میں آگ کے شُعلے بن کر تیر رہے تھے۔ سمندر میں تباہی پھیلانے کے بعد خلائی قاتل مارگن وہاں سے پرواز کر کے شہر میں آگیا۔

وہ ایک سنیما ہاؤس کے اُوپر سے اُڑتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ اُسے ایک جھٹکا سا لگا اور وہ نیچے گِرنے لگا۔ مارگن فوراً سمجھ گیا کہ اِس کی خلائی طاقت کی کم زوری کا پہلا حملہ ہوا ہے وہ ایک دم نیچے اُتر آیا۔ سینیما ہاؤس کے پیچھے ایک پارک تھا۔ وہاں وہ ایک درخت کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اب وہ سب کو

نظر آنے لگے گا اور ایسا ہی ہوا۔ وہ ظاہر ہو گیا۔ پارک میں کھیلتے بچّوں نے ایک فقیر کو درخت کے نیچے بیٹھے دیکھا تو کوئی خیال نہ کیا۔

مگر مارگن پریشان تھا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ خلائی طاقت کتنی دیر کے لیے اس الگ ہوتی ہے اور کتنی دیر میں واپس آ جائے گی۔ اِس نے اپنی خلائی گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ سُرخ روشنی کی لکیر ایک نقطے سے جُدا ہو چکی تھی اور دوسرے نقطے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ مارگن نے فوراً حساب لگا لیا۔ اِس کا مطلب تھا کہ ایک گھنٹے کے بعد اِسے پھر سے خلائی طاقت مل جائے گی۔ یہ وقفہ ایک گھنٹے کا تھا۔ وہ خاموشی سے وہیں دُبک کر بیٹھا رہا۔ اِس نے آدھے گھنٹے کے اندر اندر شہر میں ایک خوفناک تباہی مچا دی تھی اور پولیس حیران پریشان پھر رہی تھی۔ کِسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ ایک گھنٹے کے اندر اندر اُوپر تلے اتنے بھیانک حادثے کیسے ہو گئے ہیں۔

مارگن فقیر کے بھیس میں سر جھُکائے پارک کے درخت کے نیچے خاموش بیٹھا تھا۔ اِس نے خلائی گھڑی کے تھے سے ٹرانسمیٹر پر پہلے قلعے کے کھنڈر میں شارٹی کو اِطّلاع کر کے سارے حالات بتا دیے تھے۔ ٹرین کی ٹکّر، ہوائی جہاز کی تباہی، بحری جہاز کی غرقابی نے انسپکٹر شہباز اور تانیا کو چوکس کر دیا تھا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ خلائی قاتل مارگن نے دُنیا میں تباہی پھیلانے اور انسانی مخلوق سے بدلہ لینے کے منصوبے پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ حکومت بھی چوکس ہو گئی تھی۔ شہر کے تمام مقامات پر پولیس، اسپیشل فورس، فوجی اور نیم فوجی دستے نگرانی کے لیے تعینات کر دیے گئے تھے۔ انسپکٹر اور تانیا نے بھی مارگن کی تلاش کا کام تیز کر دیا تھا۔

یہ بات تانیا جانتی تھی کہ شوگن کی طرح مارگن بھی غیبی حالت میں یہ ساری تباہی مچا رہا ہے۔ تانیا کی آنکھوں میں گارشا نے جو خاص محلول کے

قطرے ڈالے تھے اُس کا اثر ابھی باقی تھا اور وہ مارگن کو غیبی حالت میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ ایک بات صاف ظاہر تھی کہ مارگن بھی تانیا کی شکل سے شناسا ہے اور وہ بھی اِسے آسانی پہچان کر اِس حملہ کر سکتا پر ہے۔ چناں چہ انسپکٹر شہباز کے مشورے پر تانیا نے اپنا بھیس بدل لیا تھا۔ اِس نے پولیس انسپکٹر کی مردانہ وردی پہن لی تھی۔ ایک نظر دیکھنے سے کوئی بھی اِسے نہیں پہچان سکتا تھا کہ یہ مرد نہیں لڑکی ہے۔ تانیا نے بند گاڑی میں شہر کی سڑکوں، پارکوں، میدانوں اور اہم تنصیبات کا گشت لگانا شروع کر دیا تھا۔

جس وقت مارگن پارک کے ایک درخت کے پیچھے چھُپا ہوا تھا اس وقت تانیا بند کالی گاڑی میں وہاں سے گزری، مگر اُس کی نظر مارگن پر نہیں پڑی تھی۔ مارگن نے بھی اُسے نہیں دیکھا تھا۔ کیوں کہ گاڑی کے نسواری شیشے

چڑھے ہوئے تھے۔

مارگن اپنی خلائی گھڑی کو بار بار دیکھتا۔ جب دس منٹ باقی رہ گئے تو وہ اُٹھا اور پارک کی ایک دیوار کی اوٹ میں آگیا۔ پارک میں بچّوں کے علاوہ بڑے لڑکے بھی فٹ بال کھیلنے آئے تھے۔ مارگن کو اپنے جسم میں خلائی طاقت پھر سے سرایت ہوتی محسوس ہوئی۔ اِسے اطمینان ہوا کہ وہ دوبارہ غائب ہو جائے گا اور ایسا ہی ہوا۔ جب وقفہ پورا ہو گیا تو مارگن کے جسم میں خلائی طاقت واپس آگئی اور وہ غائب ہو گیا۔ غائب ہوتے ہی مارگن ہوا میں بُلند ہوا اور پرواز کرتا سیدھا پرانے قلعے میں اپنے خلائی ساتھی شارٹی کے پاس پہنچ گیا۔ شارٹی نے کہا:

"مارگن! میرے بدن کی خلائی طاقت بھی ختم ہو گئی تھی اور میرا سارا جسم ٹوٹنے لگا تھا۔ یہ بات خطرناک ہے۔ اِس سے پہلے کہ ہماری طاقت ختم ہو

جاتے ہیں تانیا کو ضرور ہلاک کرنا ہوگا۔ غدّار گارشا کو تو ہم ہلاک کر چکے ہیں اب تانیا ہماری دُشمن ہے جو ہمارے پیچھے لگی ہے۔"

مارگن نے کہا۔ "آج میں نے جو شہر میں تباہی مچائی ہے۔ یہ ایک معمولی سا اشارہ ہے۔ اصل تباہی آج رات سے شروع ہوگی۔ تُم فکر نہ کرو۔ تانیا اور انسپکٹر شہباز ہمارے انتقام سے نہیں بچ سکیں گے۔"

شارٹی کہنے لگا۔ "میرا تعلّق چوں کہ ڈگون چاند کی مخلوق سے ہے اِس لیے میں تمہاری طرح غائب تو نہیں ہو سکتا، لیکن میں بھی اِس مشن میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ میں بھی اِس مُلک میں تباہی مچانا چاہتا ہوں۔"

مارگن بولا۔ "ابھی تُم دو ایک دِن انتظار کرو۔ میں اکیلا ہی ابھی کافی ہوں۔"



سارا دِن یہ دونوں خلائی قاتل قلعے کے کھنڈر والے تہہ خانے میں چھُپے رہے۔ جب رات ہوگئی تو مارگن غیبی حالت میں قلعے کے کھنڈر سے نکل کر شہر کی طرف پرواز کر گیا۔ رات ہو چکی تھی۔ عشاء کی نماز کا وقت ہو رہا تھا۔ مارگن شہر کی ایک جگمگاتی سڑک کے اُوپر پرواز کر رہا تھا کہ اُسے ایک مسجد سے اذان کی آواز سُنائی دی۔ مارگن چوں کہ خلائی مخلوق تھا اِس لیے وہ مذہب کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ یہ عجیب سی آواز سُن کر وہ نیچے اُتر آیا۔ اِس نے دیکھا کہ لوگ مسجد کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ اِس نے سوچا کہ کیوں نہ اِن سب کو اِسی مسجد میں ہلاک کر دیا جائے۔ یہ بڑا ناپاک ارادہ تھا، مگر مارگن ایک ناپاک مخلوق ہی تھی۔

وہ مسجد کے بڑے دروازے کی ایک طرف کھڑا ہو گیا اور نمازیوں کو مسجد میں داخل ہوتے دیکھتا رہا۔ جب وہ سب نماز کے لیے کھڑے ہو گئے تو

مارگن اُنہیں بم سے اُڑانے کا ناپاک ارادہ لے کر مسجد دروازے کی طرف بڑھا۔ گارشا نے ایک بار تانیا، عمران اور شیبا کو بتایا تھا کہ اوٹان کی خلائی مخلوق ہر جگہ داخل ہو کر تباہی مچا سکتی ہے، مگر وہ کسی عبادت گاہ میں داخل ہو کر ایسا نہیں کر سکے گی۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ مارگن کو یہ بات معلوم نہیں تھی۔ جوں ہی وہ مسجد میں داخل ہوا اسے ایک زبر دست جھٹکا لگا اور وہ مسجد کے فرش سے پندرہ فیٹ اُوپر اُچھل گیا۔ مسجد کے صحت کی ایک جانب گہرا کنواں تھا۔ مارگن کنویں کے قریب فرش پر گرا۔ وہ اُٹھ کر باہر کو دوڑا تو اُسے دوسری بار ایک جھٹکا لگا اور اِس دفعہ وہ بیس پچیس فِٹ اُوپر فضا میں اُچھلا اور جب نیچے آیا تو سیدھا مسجد کے کنویں میں گرتا چلا گیا۔

مارگن کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ مسجد کے کنوئیں میں گرتے ہی اُس کا جسم تھر تھر کانپنے لگا اور وہ ظاہر ہو گیا۔ اُس کے جسم کی ساری خلائی

طاقت ختم ہو چکی تھی۔ اُس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر خلائی گن نکالی اور کنوئیں کی دیوار پر فائر کیا کہ شاید اِسی طرح شگاف ڈال کر وہ نکل سکے، مگر خلائی گن بے کار ہو چکی تھی اُس میں سے کوئی شُعاع نکلی۔ اُس نے دوسری جیب میں سے پلوٹونیم بموں کے بٹن نکالے۔ اُس کے ہاتھ میں آتے ہی یہ بٹن بم بھی پگھل گئے۔ مارگن گھبرا گیا۔ اُس کی ساری طاقت ختم ہو گئی تھی۔ اب وہ ایک طاقت ور خلائی مخلوق نہیں رہا تھا بلکہ عام انسانوں سے بھی کم زور انسان بن چکا تھا۔ اُس نے کئی بار باہر نکلنے کی کوشش کی، مگر وہ کوشش کے باوجود کنوئیں کے پانی سے اپنے آپ کو ایک فٹ بھی بُلند نہ کر سکا۔

جب اُسے یقین ہو گیا کہ اب اُس کی خلائی طاقت کے واپس آنے میں کئی دِن لگ جائیں تو اس نے ریڈیو ٹرانسمیٹر نکال کر ایک خاص فریکونسی پر

قلعے کے کھنڈر میں بیٹھے اپنے ساتھی شارٹی سے کوڈ لفظوں میں کہا۔ "شارٹی! میں ایک عجیب مُصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ میری طاقتیں جواب دے گئی ہیں۔ میں شہر کی جنوبی تین گنبدوں اور میناروں والی عمارت کے کنوئیں میں پڑا ہوں اور ہزار کوشش کے باوجود باہر نہیں نکل سکا۔ تُم ایسا کرو کہ بم نمبر ۲۴ جہاں ہم نے لگانے کا فیصلہ کیا تھا وہاں لگا دو۔ اِس کے سِوا اور کوئی راستہ نہیں۔ ہمیں اب اِس سارے شہر کو تباہ کر دینا ہو گا۔"

شارٹی کی آواز آئی:

"لیکن مارگن! تمہارا کنوئیں سے نکالا جانا بھی ضروری ہے۔"

"میری فکر نہ کرو۔" مارگن کی آواز آئی۔ "میں اپنے مِشن کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی جان کی قربانی بھی دے سکتا ہوں۔ گڈ لک۔"

شارٹی کی آواز آئی۔ "میں بم نمبر ۲۴ آج رات ہی کو پلانٹ کر دوں گا مارگن اور تمہیں بھی یہاں سے نکالنے آرہا ہوں۔"

مارگن نے اُسے فوراً ہدایت کی:

"شارٹی اِس عمارت میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ تمہاری زندگی خطرے میں ہوگی۔ میں تو نہ جانے کیسے بچ گیا ہوں۔ یہ کوئی خاص عمارت ہے۔"

"مگر ایسا کیوں ہوا مارگن؟" شارٹی نے جھنجھلا کر پوچھا۔

مارگن نے کہا۔ "یہ بتانے کے لیے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تمہیں جیسا کہا ہے ویسے کرو۔ میری طرف مت آنا۔ میں کوشش کر رہا ہوں کسی نہ کسی طرح تمہارے پاس زندہ حالت میں پہنچ جاؤں، اگر میں مر گیا تو

یاد رکھو اِس انسانی مخلوق سے میری موت کا بھی بدلہ لینا اور انہیں ایسا سبق سِکھانا کہ اِن کی آنے والی نسلیں اگر زندہ رہ سکیں تو ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ خبردار! مُجھے بچانے کے لیے یہاں مت آنا۔ میں تو بچ گیا ہوں، مگر تُم زندہ نہ بچ سکو گے۔ میں چاہتا ہوں کہ انسانی مخلوق سے خوف ناک انتقام لینے کے لیے کم از کم تُم ضرور زندہ رہو۔"

مارگن نے سِگنل بند کر دیے اور کنوئیں کے اُوپر دیکھا۔ اُوپر نمازی جمع ہو گئے تھے اور نیچے کنوئیں میں تک رہے تھے۔ اُنھوں نے ایک آدمی کو کنوئیں میں گِرتے دیکھ لیا تھا۔ ایک آدمی نے کنوئیں میں اُترنے کی کوشش کی تو اُسے ایک جھٹکا لگا اور وہ کنوئیں کے باہر گِر پڑا۔ سب پیچھے ہٹ گئے۔ ہر کوئی یہی سمجھنے لگا تھا کہ کنوئیں میں کوئی آسیب انسانی شکل میں بند کر دیا گیا ہے۔

بہت جلد یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔ انسپکٹر شہباز اور تانیا کو جب معلوم ہوا کہ کوئی پُراِسرار انسان مسجد کے کنوئیں میں گِرا ہوا ہے اور جو کوئی اُسے بچانے کے لیے نیچے اُترنے کی کوشش کرتا ہے اسے زبردست جھٹکا لگتا ہے تو وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور بولی :

"انسپکٹر! یہ مارگن کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔"

"تُم نے کیسے یہ نتیجہ نکال لیا؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

تانیا نے کہا۔ "انسپکٹر! مُجھے گارشا نے ایک بار بتایا تھا کہ یہ خلائی مخلوق ہر جگہ جا سکتی ہے، مگر مسجد میں داخل ہو کر تخریب کاری نہیں کر سکتی۔ اگر مسجد میں داخل ہو گئی تو وہیں جکڑلی جائے گی۔ مُجھے یقین ہے کہ یہ مارگن ہی ہے۔"

انسپکٹر شہباز بھی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔

"تو چلو۔ ابھی چل کر دیکھتے ہیں۔ تُم تو مارگن کو فوراً پہچان لوگی۔" وہ اِسی وقت مسجد میں پہنچ گئے۔ تانیا نے کنوئیں میں جھانک کر دیکھا۔ کنوئیں کی تہہ میں ایک آدمی آدھا کنوئیں کے پانی میں ڈوبا دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھا تھا۔ تانیا نے اُوپر سے آواز دی:

"میں تانیا بول رہی ہوں۔ کیا تُم مارگن ہو؟ جواب دو۔"

مارگن نے سوچا کہ تانیا کی ہمدردی حاصل کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے اِس طریقے سے باہر نکلنے کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جاتے۔ اس نے کہا:

"تانیا! میں مارگن ہی ہوں، مگر میں نے توبہ کرلی ہے۔ ساری تباہی شوگن نے مچائی ہے۔ میں بے قصور ہوں۔ مُجھے باہر نکالو۔ میں نے کوئی قصور

نہیں کیا؟"

تانیا نے مارگن کی آواز پہچان لی۔ وہ اُسے دیکھ بھی رہی تھی۔ اس نے انسپکٹر سے کہا:

"انسپکٹر! وہی ہوا جس کا ذکر گارشا نے مُجھ سے کیا تھا۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد خلائی مخلوق مارگن کی ساری طاقت جاتی رہی ہے اور قدرت نے اُسے کنوئیں میں گرا دیا ہے کیوں کہ وہ نمازیوں کو ہلاک کرنے کی نیّت سے یہاں داخل ہوا تھا۔"

انسپکٹر نے کہا۔ "قاتل خود اپنے پھندے میں پھنس گیا ہے اب اسے ہرگز یہاں سے نہیں نکالنا چاہیے۔"

تانیا بولی۔ "لیکن ہم مسجد کے کنوئیں کو ناپاک نہیں کریں گے، مارگن کے

پاس کوئی خلائی طاقت نہیں ہے ہم اِسے گرفتار کر کے اِس سے بہت سی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس کے بعد اِسے قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔"

انسپکٹر بولا۔ "مگر کنوئیں میں تو کوئی نہیں اُتر سکتا۔ جو اُترنے کی کوشش کرتا ہے اُسے جھٹکا لگتا ہے اور وہ دُور جا گرتا ہے۔"

تانیا نے کہا۔ "ہم کنوئیں میں نہیں اُتریں گے بلکہ مارگن کو باہر نکالیں گے۔"

اُسی وقت کنوئیں میں رسّا ڈالا گیا اور مارگن اُس کو پکڑ کر کنوئیں سے باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی اُس نے خلائی گن نکالی اور فائر کیا، مگر خلائی گن بھی مارگن کی طرح خلائی طاقت سے خالی ہو چکی تھی۔ گن میں سے کوئی شُعاع نہ نکلی۔ تانیا نے کہا:

"مارگن! اب تُم انسانی مخلوق سے بھی زیادہ کم زور ہو چکے ہو۔ تُم ہمارے قبضے میں ہو۔ تمہیں قانون کے مطابق سزا ملے گی۔"

اُسی وقت مارگن کو گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس کمشنر نے اُسے حوالات میں بند کرنے کی بجائے جیل خانے کے اندر بنائے گئے ایک گہرے تہہ خانے میں زنجیریں ڈال کر بند کر دیا۔ دوسری طرف مارگن کا ساتھی شارٹی ایک انتہائی طاقت ور پلوٹونیم بم کا راڈ جیب میں ڈال کر پرانے قلعے سے نکلا اور شہر کی سب سے بارونق اور سب سے بڑی سُپر مارکیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ مارکیٹ میں لوگوں کا بڑا رش تھا۔ اس مارکیٹ میں سیکڑوں دُکانیں تھیں۔ ریستوران تھے۔ دو سنیما گھر بھی تھے اور رات کے بارہ بجے تک یہاں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ شارٹی نے اِس مارکیٹ کے نیچے پلوٹونیم بم کا راڈ لگانا تھا۔ مارکیٹ کا اُس نے ایک جائزہ لیا اور پھر ایک گٹر کا ڈھکنا اُٹھا کر

گٹر میں داخل ہو گیا۔ گٹر کافی چوڑا تھا اور اس کے دونوں کناروں پر چھوٹے چھوٹے فٹ پاتھ بنے ہوئے تھے۔ شارٹی اُس جگہ آ کر رُک گیا جہاں سے گٹر مارکیٹ کے بالکل نیچے سے ہو کر گُزرتا تھا۔ یہی وہ مقام تھا جہاں شارٹی کو خطرناک بم لگاتا تھا۔ وہ بیٹھ گیا اور گٹر کی دیوار میں سوراخ کرنے لگا۔ پھر اس میں پلوٹونیم بم لگا کہ اس کے کلاک کو چلا دیا۔ ٹھیک دو گھنٹے بعد بم کو پھٹ جانا تھا۔ شارٹی تیز تیز قدموں سے چلتا گٹر سے باہر نکل آیا۔

اِس کے بعد کیا ہوا آئندہ ناول "عمران کی زندہ لاش" میں پڑھیے۔